ان الفضل بید اللہ یؤتیہ من یشاء ۔ عسیٰ ان یبعثک ربک مقاماً محمودا

تار کا پتہ
الفضل قادیان

ایل نمبر ۸۳۵

THE ALFAZL
QADIAN

الفضل

اخبار ہفتہ میں دوبار

قادیان

جماعت احمدیہ کا مسلمہ آرگن ہے (۱۹۱۳ء میں) حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جاری فرمایا

نمبر ۲ | مورخہ ۵ ر جولائی ۱۹۲۷ء | یوم سہ شنبہ | مطابق ۵ ر محرم الحرام ۱۳۴۶ھ | جلد ۱۵

مدینۃ المسیح

حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی طبیعت ان ایام میں ناساز رہی۔ مگر اب خدا کے فضل و کرم سے آرام ہے۔

سید منظور علی شاہ صاحب رئیس قادیان نے مولوی عبدالکریم صاحب جہلمی اور مولوی سلیم اللہ صاحب کے امتحان مولوی فاضل میں پاس ہونے کی خوشی میں حضرت اقدس اور کچھ اور بزرگوں کو دعوت طعام دی۔

جناب سید زین العابدین ولی اللہ شاہ صاحب کے ہاں لڑکی متولد ہوئی۔ یہ جناب شاہ صاحب کی سب سے پہلی اولاد ہے۔ خدا تعالیٰ مولودہ کو نیک اور اپنے خاندان کے لئے بابرکت بنائے۔

یکم جولائی بعد نماز جمعہ خان محمد امین خان صاحب نے اپنے حالات سفر سنائے۔ جو بہت دلچسپ اور رقت خیز تھے۔

دو تین دن ہوئے۔ ڈھاب میں ایک لڑکا ڈوب کر فوت ہوگیا ہے۔ اس بارے میں تفصیل سے اگلے پرچہ میں لکھا جائیگا۔

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب درد ایم۔ اے مبلغ لنڈن کا پچھ...

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم
نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
ھوالناصر

ضروری اعلان

احمدی خواتین بھی رسول کریم کی عزت کی حفاظت میں شریک ہوں

حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ کے قلم سے

احباب کو معلوم ہے۔ کہ "مسلم آؤٹ لک" لاہور کے ایک مضمون کی وجہ سے سید دلاور شاہ صاحب بخاری احمدی ایڈیٹر اور مولوی نور الحق صاحب مالک و پبلشر کو ہائی کورٹ نے چھ ماہ اور تین ماہ قید محض کے علاوہ ساڑھے سات سو اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی بھی سزا دی ہے۔

چونکہ یہ مضمون رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت کے لئے تھا۔ اور ایسے حالات میں لکھا گیا تھا جبکہ ہر ایک مسلمان کا دل ورتمان کے مقدمہ میں راجپال کیس کے فیصلہ کی وجہ سے سخت دکھا ہوا تھا۔ میرے نزدیک ہائی کورٹ کو یہ طریق اختیار نہیں کرنا چاہیے تھا مگر چونکہ ہائی کورٹ...

Sargodha

کران کے اس مخلصانہ فعل میں۔ گو فاضل ججوں کے نزدیک خلاف قانون ہو لیکن اس کی تحریر و اشاعت ہرگز اس نیت سے نہ تھی اور اس سے یقیناً مسلمانوں کے جذبات کا اظہار کر کے ہائیکورٹ کے وقار کو ایک سازرنگ میں قائم رکھنے کی کوشش کی گئی تھی۔ مسلم آؤٹ لک کی مدد کریں۔ تا لوگوں کو معلوم ہو جائے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت میں سب مسلمان شریک ہیں۔ میں نے اس غرض سے گیارہ سو روپیہ کی اپیل کی ہے تین سو روپیہ سید دلاور شاہ صاحب بخاری کے گھر میں بطور ہدیہ دیا جائے گا۔ اور آٹھ سو مسلم آؤٹ لک کو۔ اور میری تجویز یہ ہے۔ کہ یہ روپیہ صرف ہماری عورتیں ادا کریں۔ قادیان کی عورتوں نے ساڑھے چار سو روپیہ اس مد میں دیا ہے۔ اور کوئی وجہ نہیں۔ کہ بہت جلد ہماری عورتیں اس رقم کو پورا نہ کر دیں۔ لاہور اور امرتسر کی بہنوں کو خصوصاً جلد توجہ کرنی چاہیئے۔ کیونکہ رنگیلے رسول اور ورتمان کی اشاعت کی وجہ سے ان پر زیادہ حق ہے۔

عورتوں میں اس چندہ کی تحریک سے میری یہ غرض ہے۔ کہ عورتیں بھی موجودہ حالت سے آگاہ ہو جائیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کی حفاظت میں وہ بھی شریک ہو جائیں کیونکہ بوجہ پردہ کے وہ اس کام میں عام طور پر زیادہ حصہ نہیں لے سکتیں ہر جگہ کی جماعتوں کو چاہیئے۔ کہ تھوڑی تھوڑی رقم عورتوں سے جمع کر کے اس غرض سے میرے نام یا محاسب کے دفتر میں ارسال کریں۔ اللہ تعالےٰ آپ لوگوں کی اس کوشش میں برکت دے۔

خاکسار مرزا محمود احمد ۳۰ جون

۱؎ تھوڑی تھوڑی اس لئے لکھا گیا ہے۔ کہ رقم اس قدر قلیل ہے۔ کہ تھوڑی تھوڑی رقوم سے بھی جلد پوری ہو جائے گی اور ابھی اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے۔ کہ آئندہ کن کن قربانیوں کی ضرورت ہوگی۔ والسلام

خاکسار مرزا محمود احمد ۲ جولائی

الفضل کے گذشتہ پرچہ کی مانگ

الفضل کا گذشتہ پرچہ جس میں حضرت خلیفۃ المسیح ثانی ایدہ اللہ بنصرہ کا مضمون موجودہ مشکلات میں مسلمانوں کی راہ نمائی۔ اور مسلم آؤٹ لک کے مقدمہ کی مفصل کارروائی شائع ہوئے ہیں۔ ان کی اہمیت کا اندازہ اس سے لگایا جا سکتا ہے۔ کہ اخبار کا وہ پرچہ باوجود معمول سے چار سو زائد چھپوانے کے بالکل ختم ہو گیا ہے اور ابھی اس کیلئے مطالبات آ رہے ہیں۔ جن کے پورا کرنے کی اب سوائے اسکے کوئی صورت نہیں ہے کہ پرچہ دوبارہ چھپوایا جائے اگر ایک ہزار پرچہ تک کی درخواستیں آ جائیں تو بہت جلد پرچہ چھپوایا جا سکتا ہے احباب بہت [illegible] مطلوبہ تعداد سے دفتر الفضل میں اطلاع دیں۔

صیغہ ترقی اسلام کی تبلیغی کوششوں کے نتائج

حضرت امام جماعت احمدیہ نے مسلمانوں میں بیداری اور اپنے حقوق کی حفاظت کے متعلق جد و جہد کرنے کا احساس پیدا کرنے کے لئے جو صیغہ "ترقی اسلام" کے نام سے جاری فرمایا ہے۔ وہ خدا تعالےٰ کے فضل سے روز بروز وسعت اختیار کر رہا ہے۔ اور اس کے ماتحت کام کرنے والے اصحاب کی کوششیں نتیجہ خیز ثابت ہو رہی ہیں۔

قصور:۔ قصور ضلع لاہور کے متعلق اطلاع ہے۔ کہ وہاں کے قریباً ۸۰ مسلمانوں نے ترقی اسلام کے ممبر بننا منظور کیا ہے جن کے فارم پُر ہو کر دفتر میں پہنچ چکے ہیں۔ قصور کی جماعت احمدیہ نے وہاں کے مسلمانوں کی طرف سے عام اغراض اسلام پر خرچ کرنے کیلئے ۱۰۰ روپے بھیجے ہیں۔

کوہ مری:۔ یہاں کے متعلق رپورٹ ہے۔ کہ حضرت امام جماعت کا ٹریکٹ "آپ اسلام اور مسلمانوں کیلئے کیا کر سکتے ہیں"۔ ان وکلاء مسلمان افسران اور دیگر تعلیم یافتہ سمجھدار مسلمانوں کے علاوہ باہر دیہات میں بھی بھیجا گیا ہے۔ اور ساتھ ساتھ ترقی اسلام کے ممبر بھی بنائے جاتے ہیں۔ ایسے لوگوں سے جو ترقی اسلام کی ممبری منظور کرتے ہیں۔ وعدہ لیا جاتا ہے۔ کہ وہ اپنے حلقہ اثر میں تحریک کریں۔ اور نتائج سے اطلاع دیتے رہیں۔ اشتہار اسلام کی آواز مسلم ہوٹلوں اور نانبائیوں کی دوکانوں اور سڑکوں پر چسپاں کئے گئے۔

گوجرانوالہ:۔ تحریک اتحاد جاری ہے۔ تین اصحاب ترقی اسلام کے ممبر بنے ہیں۔ جن کے فارم ممبری دفتر میں پہنچ گئے ہیں۔

شملہ:۔ ایک مدراسی گریجوایٹ نوجوان نے خواہش ظاہر کی ہے کہ وہ تعلیم دینی حاصل کر کے خدمت اسلام کرنا چاہتا ہے اس کیلئے مناسب انتظام کیا جا رہا ہے۔

فیروزپور:۔ خاکروبوں کو تبلیغ کی جا رہی ہے۔ یہ قوم دو سال سے آریوں کے زیر اثر ہے۔ انجمن اسلامیہ کے نام سے ایک متحدہ انجمن بن چکی ہے۔ جس کے اب تک چھ سو ممبر بنے ہیں۔ جن میں سے ۲۴ احمدی ہیں۔ چار غیر احمدی اصحاب الفضل کے مستقل خریدار بنے۔

علاقہ پٹیالہ:۔ اس علاقہ کے ایک گاؤں کے متعلق ہمارے ایک انریری مبلغ لکھتے ہیں۔ یہاں مسلمانوں کو باہمی اتحاد اور ہندوؤں سے چھوت چھات کی تحریک کی گئی۔ چار مسلمانوں نے اقرار کیا۔ کہ ہم امام جماعت احمدیہ کی بتائی ہوئی تجاویز پر عمل کریں گے۔ اور ہندوؤں سے سودا نہ خریدیں گے۔ ہندوؤں کی یہاں کثرت ہے اور ان کے رعب کی وجہ سے مسلمانوں نے جو پیشہ ور ہیں۔ اپنے ہاں ٹھہرانے تک سے انکار کر دیا۔ میں نے ان کو تسلی دی۔ کہ اگر ہندوؤں کی طرف سے تمہیں کچھ تکلیف پہنچے۔ تو میں ذمہ وار ہوں۔ تب ایک مسلمان کے ہاں ٹھہر سکا۔ ایک اور گاؤں کے متعلق لکھتے ہیں۔ کہ اس گاؤں کے مسلمان سخت تکالیف میں ہیں۔ یہاں ہندو جاٹوں کی آبادی ہے۔ اگر کوئی مسلمان سبزی فروش یہاں آ جاتا ہے۔ تو اس کا تمام مال لوٹ لیتے ہیں۔ اور اس کو مار کر نکال دیتے ہیں اگر کوئی مسلمان نماز پڑھتا نظر آتا ہے۔ تو اس کو مارتے ہیں۔ اگر معلوم ہو جائے۔ کہ آج کسی مسلمان کے ہاں گوشت پکا ہے۔ تو اس کا کالا منہ کر کے گدھے پر چڑھا کر تمام گاؤں میں چکر دیتے ہیں۔ یہاں چند گھمار ایک لوہار اور دو تیلی مسلمان ہیں۔ جن کو ہمیشہ شدھ کرنے کے حیلے تراشے جاتے ہیں۔ ایک شخص اشدھ ہونے کے لئے تیار بھی ہو گیا اتفاقاً کہ میں اسکے مکان پر جا کر ٹھہرا۔ گاؤں کا ایک سرکردہ ہندو جو ذیلدار ہے مجھے آ کر کہنے لگا۔ کہ تم سرکاری ملازم ہو کر مذہبی کام کرتے ہو۔ میں تمہاری شکایت کر دوں گا۔ میں نے کہا۔ اگر سرکاری ملازم ہونے کے یہ معنی ہیں کہ انسان اپنے عقائد اور انکی اشاعت چھوڑ دے۔ تو یہ ناممکن ہے اور تم بھی تو ایک سرکاری آدمی ہو تم کیوں اس قدر ناجائز کارروائیاں کرتے ہو۔ آخر اس نے کہا۔ کہ ہم نے تمہارے متعلق پہلے ہی شکایت کر دی ہوئی ہے۔

یہ باتیں ہو ہی رہی تھیں۔ کہ ایک پولیس کنسٹیبل آ گیا جس کے ذریعہ مسلمانوں کو انکی حفاظت کے متعلق تسلی کرائی گئی۔

جہلم:۔ ضلع جہلم اور شاہ پور کے چند ایک راجہ صاحبان نے ترقی اسلام کی مد میں سالانہ چندہ دینے کا اقرار کیا۔ جہلم کے چار اصحاب ترقی اسلام کے ممبر بنے۔

علاقہ ملتان:۔ کبیر والہ سے ڈاکٹر محمد احسان صاحب نے ۷ فارم پُر کرا کے ارسال کئے۔ انہوں نے اشتہارات عمدہ جگہوں پر چسپاں کئے۔ حالات امید افزا ہیں۔

ترقی اسلام کے ممبر:۔ اس وقت تک ترقی اسلام کے ممبروں کی تعداد ۹۰۰ تک پہنچ چکی ہے۔ جس میں روز بروز [illegible]

"پرتاپ" کے متعلق اخبار الکوثر

حضرت مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔ اے ناظر امور عامہ کی طرف سے حسب ذیل [illegible] کو بھیجا گیا۔

"پرتاپ کے ۵ ٹھے ایڈیشن میں ۔۔۔ میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی مقدس ذات اور اسلام پر نہایت گندے حملے کئے گئے ہیں ۔۔۔ کے بعض احمدی معززین کی طرف سے [illegible] ۔۔۔ [illegible]

اس پرچہ کو ضبط کر لیا

بسم اللہ الرحمن الرحیم
الفضل
قادیان دارالامان ۴ جولائی سنہ ۱۹۳۷ء

ہمارا پوسٹر کیوں ضبط ہوا
آریہ اخبارات کی دل آزاری

گورنمنٹ پنجاب نے امرتسر کے فتنہ خیز اور گندے رسالہ "ورتمان" ماہ مئی کو جس میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سخت ہتک کی گئی ہے ضبط کرنے کا اعلان کرتے ہوئے اس پوسٹر کو بھی قابل ضبطی قرار دیا۔ جو حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ نے "رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت کا دعویٰ کرنے والے کیا اب بھی بیدار نہ ہوں گے" کے نام سے رقم فرمایا تھا۔ اور جس میں مسلمانوں کو بیدار کرنے کے لئے رسالہ مذکور کے اقتباسات درج کئے گئے تھے۔

اگر ہندو اخبارات اور ہندو لیڈر مسلمانوں کے مذہبی جذبات اور احساسات کا کچھ بھی پاس کرتے۔ اور ان کی آنکھوں میں ذرا بھی سلوک و مروت ہوتی۔ تو بجائے زور کے ساتھ "ورتمان" کے سے گندے رسالہ کے خلاف اپنی آواز بلند کرتے۔ اور راقم مضمون اور شائع کرنے والے ایڈیٹر کو اپنی اس بدتہذیبی اور بے حیائی پر معافی مانگنے کے لئے مجبور کرتے لیکن ان میں سے کسی نے بھی اس شریفانہ فرض کی ادائیگی کی طرف توجہ نہیں کی۔ اور نہ صرف توجہ نہیں کی۔ بلکہ ہندو اخبارات نے ورتمان کی حمایت کا حق ادا کرتے کے لئے یہ شور مچانا شروع کر دیا۔ کہ جس طرح گورنمنٹ نے رسالہ "ورتمان" کو ضبط کر کے اس کے مضمون نگار اور ایڈیٹر پر مقدمہ چلانے کی منظوری دی ہے۔ اسی طرح امام جماعت احمدیہ کے پوسٹر کو ضبط کرتے ہوئے ان پر کیوں مقدمہ دائر نہیں کیا گیا

آریہ اخبارات کی طرف سے یہی لکھنا ان کی نامعقولیت اور بیہودہ گوئی کا پورا ثبوت تھا کیونکہ پوسٹر میں سوائے اس کے کچھ نہیں۔ کہ "ورتمان" کی شرارت اور فتنہ انگیزی کا ذکر کیا گیا ہے۔ اور مسلمانوں کو ایسے ناپاک اور گندے رسالہ کی اشاعت پر صبر اور سکون کی تلقین کی گئی ہے۔ اور آئینی طور پر اسکے خلاف جدوجہد کرنے کے طریق بتائے گئے ہیں

لیکن آریہ اخبارات نے اس پوسٹر کو بہانہ بنا کر لاکھوں انسانوں کے روحانی اور مذہبی لیڈر حضرت امام جماعت احمدیہ کی شان میں نہایت شرانگیز اور فتنہ خیز الفاظ استعمال کرتے ہوئے انتہا درجہ کی کمینگی کا مظاہرہ کیا ہے۔ جس میں اخبار "ملاپ" سب سے بڑھا ہوا ہے۔ چنانچہ وہ متعدد مرتبہ حضرت امام جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت ناپاک الفاظ لکھ چکا ہے۔ اور ۱۸ جون کے پرچہ میں اس نے پوسٹر کی اس عبارت کو جو "ورتمان" کے اقتباس درج کرتے ہوئے لکھی گئی ہے "ہندوؤں کے خلاف نفرت پھیلانے کے لئے انتہائی اشتعال انگیزی" بتاتے ہوئے اسے حضرت امام جماعت احمدیہ کی "شرارت" قرار دیا ہے۔

سمجھ میں نہیں آتا۔ گورنمنٹ آریہ اخبارات کی اس قسم کی فتنہ انگیزیوں کا انسداد کرنے کی طرف کب متوجہ ہوگی۔ اگر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ہتک کرنے والا آریہ پنجاب ہائی کورٹ سے اس طرح صاف بری نہ ہو جاتا تو آریوں کو بھی اس قدر جرأت نہ ہوتی۔ کہ وہ لاکھوں انسانوں کے امام اور مطاع کے خلاف اس قدر بدتہذیبی اور بے حیائی کا ثبوت دینے پر اتر آتے۔ اور جب تک گورنمنٹ ایسے زبان دراز اور ملک کے امن کو برباد کرنے والے لوگوں کی فتنہ پردازیوں کو روکنے کے لئے کوئی مؤثر کارروائی نہ کرے گی۔ اس وقت تک ممکن نہیں۔ کہ وہ اپنی حرکات سے باز آئیں۔ اور نت نئی شرارتیں نہ ایجاد کرتے رہیں۔

ہمارے پوسٹر کو ناقابل اشاعت قرار دینے کی وجہ سوائے اس کے کچھ نہ تھی۔ کہ اس میں رسالہ "ورتمان" کے اقتباس تھے۔ اور گورنمنٹ نے پسند نہ کیا۔ کہ ان گندے الفاظ کی کسی طریق سے مزید اشاعت ہو۔ خاص کر اس حالت میں جبکہ گورنمنٹ نے جلد سے جلد اس رسالہ کو ضبط کر کے اس کے ایڈیٹر اور مضمون نگار کو قانون کے حوالہ کر دیا۔ مگر "ملاپ" وغیرہ اس بات کو دیدہ و دانستہ نظر انداز کرتے ہوئے پوسٹر کے سارے مضمون کے خلاف شور مچا رہے ہیں۔ اور اس کی بناء پر حضرت امام جماعت احمدیہ کے خلاف نہایت دل آزار الفاظ استعمال کر رہے ہیں۔

ذیل میں ہم چیف کمشنر صاحب لاہور کی ایک چٹھی کا اقتباس درج کرتے ہیں۔ جو ان کی طرف سے حال ہی میں حضرت امام جماعت احمدیہ کو پہنچی ہے۔ اور جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ پوسٹر کی ضبطی محض "ورتمان" کے اقتباس کی وجہ سے ہوئی۔ ورنہ اس میں اور کوئی بات ایسی نہیں۔ جو گورنمنٹ کی نگاہ میں قابل گرفت ہو۔

جناب چیف کمشنر صاحب تحریر فرماتے ہیں:۔

"I woud take this opportunity of explaining the reasons which led Government to proscribe your recent poster headed "Rasūl Karīm ki māhabbat kā dāwā karne wāle kiyā ab bhi bedār nah honge" which was published in Lahore & Amritsar. It was proscribed because it gave publicity to the most acandalous attack on the Holy prophet which appeared in the May issue of the Risala Vartaman. The published & auther of this article have been arrested and are being proceculted."

یعنی میں اس موقعہ پر ان وجوہات کا بیان کر دینا بھی ضروری سمجھتا ہوں۔ جن کی بناء پر گورنمنٹ نے آپ کے تازہ پوسٹر زیر عنوان "رسول کریم کی محبت کا دعویٰ کرنے والے کیا اب بھی بیدار نہ ہوں گے" جو کہ لاہور اور امرتسر میں شائع کیا گیا تھا ضبط کیا ہے۔ اس کی ضبطی اس وجہ سے وقوع میں آئی ہے۔ کہ اس میں رسالہ "ورتمان" بابت ماہ مئی کی وہ عبارتیں نقل کی گئی ہیں۔ جن میں رسول مقدس صلعم کی ذات پر خطرناک حملے کئے گئے ہیں۔ اس مضمون کے مصنف اور رسالہ کے ناشر کو گرفتار کیا گیا ہے۔ اور ان کے خلاف گورنمنٹ کی طرف سے مقدمہ چلایا جا رہا ہے۔

جناب کمشنر صاحب کی اس چٹھی نے اس معاملہ کو بالکل صاف کر دیا ہے۔ کہ ہمارے پوسٹر کی ضبطی کی وجہ محض "ورتمان" کا اقتباس ہے۔ اور کوئی بات اس میں ایسی نہیں۔ جس پر گورنمنٹ کو کوئی اعتراض ہو۔

جب صورت حال یہ ہے۔ تو کیا گورنمنٹ پنجاب کا فرض نہیں ہے۔ کہ وہ اخبارات جو اس پوسٹر کے اصل مضمون کو فتنہ اور شرارت کا باعث قرار دے رہے ہیں اور اس وجہ سے حضرت

امام جماعت احمدیہ کے خلاف گندے الفاظ استعمال کر کے لاکھوں انسانوں کے مذہبی احساسات کو سخت مجروح کر رہے ہیں۔ ان سے باز پرس کرے۔

آج کل ہندو اخبارات نے اپنا سب سے بڑا مقصد مسلمانوں کو طرح طرح سے مشتعل کرنا قرار دے رکھا ہے۔ اور اس کے لئے نا جائز سے نا جائز طریق استعمال کر رہے ہیں۔ اگر ان کو روکا نہ گیا۔ تو ضروری ہے۔ کہ مسلمان اخبارات بھی ترکی بہ ترکی جواب دیں۔ پھر جو نتائج رونما ہوں۔ ان کے ذمہ وار وہی لوگ ہوں گے۔ جو اس وقت فتنہ انگیزی سے باز نہیں آتے۔

محکمہ تعلیم پنجاب اور مسلمان

یوں تو سارے ہی سرکاری محکموں میں مسلمان ملازمین کی بہت قلت ہے۔ اور جو ہیں انہیں اپنی ملازمت کے لالے پڑے رہتے ہیں۔ لیکن محکمہ تعلیم میں جو ایک ہندو وزیر کے ماتحت ہے۔ ان کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا ہے۔ وہ نہایت ہی افسوسناک ہے۔ مثلاً حال ہی میں جو بائیس نئے تقرر عمل میں آئے ہیں۔ ان میں صرف چار مسلمان ہیں۔ گیارہ ہندو ۶ سکھ اور ایک عیسائی۔ اور تنخواہ کے لحاظ سے جو ان بائیس ملازمین کو ۳۹۹۰ روپے ماہوار ملے گی۔ مسلمانوں کو صرف ۵۸۰ روپے حاصل ہونگے۔ درآں حالیکہ ہندوؤں کو ۲۲۳۰۔ سکھوں کو ۹۸۰ ملیں گے۔

اسی طرح لدھیانہ۔ ہوشیار پور اور رہتک کے سرکاری کالجوں میں جو نئے کھلے ہیں۔ ۱۵ افراد کام کر رہے ہیں۔ جن میں سے ۲۶ ہندو ۱۴ سکھ ۹ مسلمان اور ۲ عیسائی ہیں۔

ان اعداد و شمار کے ہوتے ہوئے ان کالجوں کو گورنمنٹ کالج نہیں بلکہ ہندو کالج کہنا زیادہ موزوں ہوگا۔ کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کہ مسلمان جن کی پنجاب میں آبادی ہندو۔ سکھوں اور عیسائیوں کی مجموعی آبادی سے بھی زیادہ ہے۔ ان کے ساتھ سرکاری ملازمتوں میں یہ سلوک ہو رہا ہے۔ حالانکہ ان میں تعلیم یافتہ اور گریجوایٹ اصحاب کی کمی نہیں۔ اور مسلمان گریجوایٹ قابلیت کے لحاظ سے بھی کسی سے کم نہیں ہیں۔

اس وقت تک مسلمان غفلت میں پڑے رہے ہیں۔ اور سرکاری محکموں میں داخل ہونے کی ضرورت نہیں سمجھتے رہے۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا ہے۔ کہ ہر جگہ ہندو ہی ہندو قابض ہو گئے ہیں۔ اب مسلمانوں کو اپنے غصب شدہ حقوق حاصل کرنے کے لئے پوری اور مسلسل کوشش سے کام لینا چاہیئے۔ اور اپنی آبادی کے لحاظ سے ہر محکمہ میں ملازمت کے حقوق بھی حاصل کرنے چاہئیں۔

شیعہ اصحاب کی قابل تعریف روش

شیعہ اصحاب قابل تعریف ہیں۔ کہ موجودہ حالات کی نزاکت کو انہوں نے نہایت عمدگی کے ساتھ سمجھا۔ اور نہ صرف متحدہ کوشش اور سعی پر آمادگی ظاہر کر رہے ہیں۔ بلکہ اپنی طرف سے ایسے اسباب کو بھی دور کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ جو مسلمانوں میں شکر رنجی کا موجب ہو سکتے ہیں۔ شیعہ اخبار درنجف کی وہ تجویز ہم کسی گذشتہ پرچہ میں اپنی رائے کے ساتھ شائع کر چکے ہیں۔ جس میں معاصر مذکور نے اخبار نویسوں کو ایک دوسرے فرقہ کے خلاف دل آزار تحریریں شائع نہ کرنے کی تحریک کی ہے۔ اب معلوم ہوا ہے۔ کہ شہر آگرہ کے شیعہ اصحاب نے ۱۲ر جون کو ایک جلسہ کر کے حسب ذیل قرارداد منظور کی۔

"اس حقیقت کو مد نظر رکھتے ہوئے۔ کہ اہل سنت و جماعت کے جذبات کو ہمارے تبرا کہنے سے ٹھیس لگتی ہے۔ ہم اہل تشیع بصدق دلی عہد کرتے ہیں۔ کہ آج ہم انفراداً یا اجتماعاً علانیہ یا خفیہ تبرے سے محترز رہیں گے"

شیعان آگرہ نے یہ تجویز پاس کر کے تمام شیعہ اصحاب کے لئے ایسی مثال قائم کی ہے۔ جس کی انہیں بہت جلد تقلید کرنی چاہیئے۔

دیوبند کے افسوسناک حالات

مدرسہ دیوبند کے حالات میں ابتری معلوم ہونے پر مسلمانان پنجاب کا ایک وفد اسلامی اخوت اور ہمدردی کی وجہ سے دیوبند گیا تھا۔ تاکہ ارکان مدرسہ سے مل کر اصلاح حالات کی کوشش کرے۔ لیکن افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ قابو یافتہ اصحاب نے نہ صرف وفد کی معروضات پر توجہ نہ کی بلکہ اس سے اسلامی شان کے مطابق سلوک بھی نہ کیا۔ آخر یہ وفد اپنے مقصد میں ناکام ہو کر واپس چلا آیا۔ معلوم ہوا ہے۔ مولوی انور شاہ صاحب مدرسہ سے تعلق قطع کر کے کشمیر چلے گئے ہیں۔ اور مدرسہ میں بہت ابتری پھیلی ہوئی ہے وفد مذکور نے متفقہ طور پر جو مضمون شائع کیا ہے

اس کو پڑھ کر دیوبند کے علماء کی حالت پر بہت ہی افسوس آتا ہے۔ کہ وہ ایک سکول کو عمدگی سے چلانے کی بھی اہلیت نہیں رکھتے۔

معاصر "انقلاب" کا مسلک

ایسے وقت میں جبکہ مسلمانان ہند سخت مصائب اور مشکلات میں گھرے ہوئے ہیں۔ اور دشمن ان کی تباہی و بربادی کے لئے متحدہ کوشش کر رہے ہیں۔ اگر کسی طرف سے یہ آواز اٹھتی ہے۔ کہ ہر فرقہ کے مسلمانوں کو اس موقعہ پر مل کر مقابلہ کرنا چاہیئے۔ اور اتحاد کے ساتھ اسلام کی حفاظت کے لئے کھڑا ہونا چاہیئے۔ تو بعض لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو اس میں روڑا اٹکانے کے لئے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔ چنانچہ روزانہ معاصر "انقلاب" جو اپنے یوم اجرا سے مسلمانوں میں اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کی قابل تعریف کوشش کر رہا ہے۔ اس کے خلاف اسی قسم کے لوگ اپنے غیظ و غضب کا اظہار کر رہے ہیں۔ مگر خوشی کی بات ہے۔ کہ معاصر موصوف کو اسلامی فوائد کے مقابلہ میں ایسے لوگوں کی کوئی پرواہ نہیں۔ اور اس نے کھلے طور پر اعلان کر دیا ہے۔

"ہمارا مسلک "زمیندار" میں بھی یہی رہا۔ اور آج "انقلاب" میں بھی یہی ہے۔ کہ جب ان فرقوں میں سے کوئی فرقہ کفر کا مقابلہ کر رہا ہو۔ اس وقت دل و جان سے اس کا ساتھ دینا اور اس کی پیٹھ ٹھونکنا ہمارا فرض ہے۔ جس زمانہ میں ملکانہ راجپوتوں کے ارتداد کا فتنہ برپا ہوا تھا۔ ہم نے احمدی وفود کی کارگذاری کی کھلم کھلا تعریف کی تھی۔ گو ہمارے اس مسلک سے بعض معاونین "زمیندار" ناراض بھی ہو گئے تھے"

ہم اس کے متعلق سوائے اس کے کچھ نہیں کہینگے۔ کہ جن لوگوں کو یہ مسلک پسند نہیں۔ انہیں چاہیئے کہ خود اسلام کی کوئی خدمت کر کے دکھائیں۔ تاکہ اخبارات ان کے ذکر خیر سے اپنے صفحات مزین کر سکیں۔ نہ یہ کہ خود کریں بھی کچھ نہ۔ اور جو لوگ دینی خدمات سر انجام دے رہے ہیں۔ ان کی خدمات کے ذکر کو جو محض مسلمانوں میں بیداری پیدا کرنے کے لئے کیا جاتا ہے۔ روکنے کی کوشش کریں۔

ہندو کا گلاس استعمال کرنیوالے مسلمان کو سزا

معلوم نہیں مسلمانوں کی غیرت و حمیت کے جذبات کدھر گئے ہیں۔ کہ ہندو ان سے ناپاک حیوانوں سے بھی بڑھ کر برا سلوک کرتے ہیں۔ مگر مسلمان پھر بھی ان سے کھانے پینے کی چیزیں خریدنے سے باز نہیں آتے۔ لاہور کا ایک تازہ واقعہ اخبارات میں شائع ہوا ہے۔ کہ ایک ہندو بازار گمٹی میں جل جیرا بیچ رہا تھا کہ ایک مسلمان نے بھی اسے ایک پیسہ دیا۔ بیچنے والے نے پیسہ جیب میں ڈال کر مسلمان کو ایک پیسہ کا جل جیرا کانچ کے گلاس میں ڈال دیا۔ جب وہ اسے پاکر آگے بڑھا۔ تو ہندوؤں نے شور مچا دیا۔ کہ تم نے مسلمان کو اپنے گلاس میں کیوں جل جیرا پلایا۔ کچھ ہندو تو اسے ملامت کرنے لگے اور بہت سے مسلمان کے گرد ہو گئے۔ اور کھینچ کھینچتے ہوئے ایک گلی میں لے گئے۔ جہاں وہ ایک روپیہ جرمانہ دیکر چھوٹا۔ آج جس طرح یہ واقعہ پیش آیا۔ کل دوسرے کو بھی پیش آسکتا ہے۔ کیا اب بھی مسلمان سبق حاصل نہ کریں گے

16

بسم اللہ الرحمن الرحیم

خطبہ جمعہ

موجودہ مشکلات میں مسلمانوں کو کیا کرنا چاہیئے

از حضرت خلیفۃ المسیح ثانی امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز

(فرمودہ ۲۴ جون ۱۹۲۷ء)

سورہ فاتحہ کی تلاوت کے بعد ذیل کی آیت تلاوت فرمائی۔

قل ان کان اباءکم و ابناءکم و اخوانکم و ازواجکم و عشیرتکم و اموال اقترفتموھا و تجارۃ تخشون کسادھا ... احب الیکم من اللہ و رسولہ ... فتربصوا حتی یاتی اللہ بامرہ ان اللہ لا یھدی القوم الظٰلمین ٭

اس آیت کو اس خطبہ جمعہ میں جو میں نے ڈلہوزی کے مقام پر پڑھا تھا۔ تلاوت کرتے ہوئے مجھے معلوم نہ تھا۔ کہ ہماری جماعت کے ایک فرد کو بھی اسی قسم کا ایک موقعہ پیش آنے والا ہے۔ جس نے اسی آیت کے حکم کے ماتحت اپنے آرام و آسائش کو رسول کریم صلے اللہ علیہ آلہ وسلم کی عزت کے لئے قربان کر دیا۔ اللہ تعالےٰ کے

ابتلاؤں اور آزمائشوں کی خواہش

کرنا اسلام کے بالکل خلاف ہے۔ لیکن جب کسی کی خدا تعالےٰ کی طرف سے آزمائش ہو۔ اور وہ اس میں پورا اترے۔ تو ایسا انسان اس بات کا مستحق ہوتا ہے۔ کہ اسے مبارک دی جائے۔ کہ اس نے حق ادا کیا۔ خدا تعالےٰ فرماتا ہے۔ و منھم من قضٰی نحبہ و منھم من ینتظر۔ اور فرماتا ہے۔ خدا کی راہ میں مرنے والوں کو مردہ مت کہو۔ وہ زندہ ہیں۔ جو خدا کی راہ میں جان دیتا ہے۔ اسے کیوں مردہ کہکر دوسروں کے دلوں میں ڈر اور خوف پیدا کرتے ہو۔ اللہ تعالےٰ کی رضا کے لئے اور اس کے دین کی عظمت کے لئے تکلیف اٹھانا خوشی اور مسرت کا موجب ہے۔ ایسا انسان اتنا ہمدردی کا مستحق نہیں۔ جتنا مبارکباد کا مستحق ہے۔ میں سمجھتا ہوں ہماری جماعت کے بہت سے لوگوں کے

دلوں میں جوش

پیدا ہوتا ہوگا۔ کہ اس وقت جبکہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت پر ناپاک سے ناپاک حملے کئے جا رہے ہیں۔ اور آپ کی عزت کی حفاظت کے لئے موجودہ قانونوں میں کوئی طاقت نہیں ہے۔ وہ کیا کریں۔ کونسی قربانیاں کریں۔ جن سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عزت دشمنوں کے حملوں سے محفوظ ہو جاتے۔ میں سمجھتا ہوں۔ ہم میں سے ہر وہ شخص جس نے سچے طور پر احمدیت کو قبول کیا ہے رشک کرتا ہوگا۔ ان لوگوں پر جن کو خدا تعالےٰ کے رستہ میں تکلیف اٹھانے کا موقع ملا۔ اور وہ اس بات کی تڑپ رکھتا ہوگا۔ کہ اسے بھی خدا تعالےٰ ایسے کام کرنے کی توفیق دے جس سے اس کا ایمان کھرا ثابت ہو۔ اور خود اس پر بھی اور دوسروں پر بھی ظاہر ہو جائے۔ کہ خدا تعالےٰ کی ذات اس کی صفات اس کی قدرت۔ اس کی طاقت پر اسے ایسا یقین ہے۔ کہ کوئی خطرہ اور کوئی خدشہ اسے اپنی جگہ سے ہلا نہیں سکتا۔ لیکن ایسے سب لوگوں کو

اللہ تعالےٰ کے قوانین

اور اس کی حکمتوں کے ماتحت صبر سے کام لینا پڑتا ہے ٭ اس زمانہ میں جس طرح متواتر

رسول کریمؐ کی ہتک

کثرت سے کی جا رہی اور کثرت سے پھیلائی جا رہی ہے۔ اس کی نظیر پہلے کسی زمانہ میں نہیں ملتی۔ آپ کے خلاف گندی کتابیں پہلے بھی لکھی گئیں۔ مگر وہ دل آزاری میں اتنی بڑھی ہوئی نہ تھیں۔ جتنی اب ہیں۔ اس کی دو وجہیں ہیں۔ ایک تو یہ کہ ان کی اشاعت اتنی نہ ہوتی۔ جتنی اس وقت کی جاتی ہے۔ دوسرے اس وقت لکھنے والے محض گالیوں پر اکتفا کرتے تھے۔ مگر اب ایسے مختلف طریق استعمال کئے جاتے ہیں۔ کہ ان کی بد زبانیوں کی طلب پر چوٹ پڑتی ہے۔ پس کیا بلحاظ تواتر کے۔ اور کیا بلحاظ مضامین کے اور کیا بلحاظ اشاعت کے۔ اور کیا بلحاظ اس کے کہ قوم کی قوم ایسے لوگوں کے پیچھے کھڑی ہے ٭

موجودہ زمانہ کے حملے

پہلے زمانہ کے حملوں سے بہت بڑھے ہوئے ہیں۔ حالانکہ موجودہ حالت ان باتوں کی متقاضی نہ تھی۔ جو اسلام کے خلاف دشمن کر رہے ہیں۔ پہلے جب رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلاف کتابیں لکھی جاتی تھیں۔ اس وقت تک حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی یہ تعلیم کہ

تمام دنیا میں نبی آئے

قائم نہ ہوئی تھی۔ بلکہ اس وجہ سے آپ پر کفر کے فتوے دیئے جاتے تھے۔ مگر پھر آپ کی اس تعلیم نے گھر کرنا شروع کیا جس کا نتیجہ یہ ہوا۔ کہ آج وہ لوگ جو اس وجہ سے آپ پر کفر کے فتوے لگاتے تھے۔ اسے اسلام کی طرف سے پیش کر رہے ہیں۔ اور مسلمانوں کا بیشتر حصہ اس بات پر قائم ہو گیا ہے۔ کہ

ہندوؤں کے بزرگ

بھی خدا تعالےٰ کی طرف سے آئے تھے۔ اور ان کی ہتک نہ کرنی چاہیئے۔ لیکن کس قدر افسوس کی بات ہے۔ کہ اس وقت جبکہ مسلمان ہندوؤں کے بزرگوں کی تعریف کی طرف متوجہ ہو رہے ہیں۔ ایسی کتابیں آریوں کی طرف سے شائع ہو رہی ہیں۔ جن میں مسلمانوں کی دل آزاری کی جا رہی ہے۔ ان حالات میں اگر مسلمانوں کے دلوں میں

ہندوؤں کے متعلق نفرت

اور غصہ کی لہر پیدا ہو۔ تو کوئی حیرت کی بات نہیں۔ لیکن میں مسلمانوں سے کہوں گا۔ کہ ہر غصہ کے وقت جو ہر دل میں پیدا ہو۔ اس کے متعلق سوچنا چاہیئے۔ کہ کس بات کے لئے غصہ اور جوش پیدا ہوا ہے۔ اگر

جوش اور غصہ اپنے نفس کے لئے

پیدا ہوا ہے۔ تو پھر جو نفس کہے۔ اسے مان لینا چاہیئے۔ اگر ہمارا غیظ و غضب اپنی ذات کے لئے ہے۔ تو پھر جو نفس کہتا ہے کرنا چاہیئے۔ اگر نفس کہتا ہے گالیاں دو۔ تو گالیاں دینی چاہیئیں۔ اگر نفس غصہ ہونے کے لئے کہتا ہے۔ تو غصہ ہونا چاہیئے لیکن ہمارا غصہ ہمارا غضب ہماری غیرت اور ہمارا جوش اپنے نفس اور اپنی ذات کے لئے نہیں بلکہ اس لئے ہے کہ جس انسان کو گالیاں دی جاتی ہیں۔ اور جس کی ہتک کی جاتی ہے۔ وہ ایسی اعلیٰ تعلیم لے کر آیا کہ یہ گالیاں دینے والے اس تعلیم کے کنارہ تک۔ تو کیا اس کی ادنیٰ حد تک بھی نہیں پہنچے۔ اور اگر ہمارا جوش اس لئے ہے۔ کہ وہ انسان جسے دشمن بد نمونہ کے طور پر پیش کرتے ہیں۔ اس کے بغیر کوئی انسانیت ہی نہیں۔ اور

کوئی روحانی رتبہ

ہی نہیں۔ پھر اگر ہمارا جوش اور غصہ اس لئے ہے۔ کہ جس انسان پر حملے کئے جاتے ہیں۔ وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے ایسا اعلےٰ سے اعلےٰ اور بہترین نمونہ ہے۔ جس سے بڑھ کر انسان میں طاقت ہی نہیں۔ اگر یہ صحیح ہے۔ تو پھر

غصہ اور جوش کے وقت

ہمارے مدنظر یہ بات رہنی چاہیئے۔ کہ اس غصہ پر بھی اسی انسان کی حکومت قائم ہو۔ جس کی حکومت ہمارے سکون اور اطمینان پر ہے۔ اسی طرح اگر ہمارا غصہ اور جوش اسلام کے لئے ہے۔ تو

وہ اسلامی احکام کے ماتحت ہونا چاہیئے۔ اور اسلام جہاں یہ کہتا ہے۔ کہ خدا اور اس کے رسول کے لئے غیرت دکھاؤ۔ اسلام جہاں یہ حکم دیتا ہے۔ کہ جس کے دل میں خدا اور رسول کی محبت کسی اور چیز سے کم ہے۔ اس میں ایمان ہی نہیں۔ وہ خدا کے غضب کے نیچے ہے۔ جس کا اسے انتظار کرنا چاہیئے۔ کہ وہ آئے اور اسے تباہ کر ڈالے۔ وہاں اسلام یہ بھی کہتا ہے۔ کہ

اعلیٰ اخلاق

کو کبھی حالت میں بھی نہ چھوڑو۔ خواہ غصہ میں ہو۔ یا آرام میں۔ تیس ہیں

اپنی جماعت کے لوگوں کو نصیحت

کرتا ہوں۔ کہ ان خطرناک دنوں میں اپنے جوشوں کو قابو میں رکھیں اور بجائے کسی اور طرح نکالنے کی کوشش کرنے کے اس طرح نکالیں۔ جس سے اسلام کو فائدہ پہنچے۔ دیکھو دا جبا ہوں کے ذریعہ بھی پانی کھیتوں میں جاتا ہے۔ اور نہر کا بند ٹوٹ جانے سے بھی پانی کھیتوں میں پہنچتا ہے۔ مگر بند توڑ کر آنے والا پانی کھیتی کو تباہ اور برباد کر دیتا ہے۔ اور راجباہ کا پانی کھیتی کو سیراب کرتا ہے۔ اسی طرح

غصہ کی حالت کی کارروائی

ایسی ہوتی ہے۔ جیسے نہر کا کنارہ ٹوٹ جانے سے پانی کا نکلنا یا دریا کا اچھل پڑنا۔ کوئی انسان اس بات پر خوش نہیں ہو سکتا کہ دریا میں طغیانی آئی۔ کیونکہ طغیانی بربادی اور تباہی کا موجب ہوتی ہے۔ اسی طرح غصے کی کارروائی بھی تباہی لاتی ہے۔ جوش اور غیرت قابل قدر جذبات ہیں۔ مگر اسی حد تک کہ عقل پر پردہ نہ ڈالدیں۔ اگر پردہ ڈالدیا تو انسان صحیح طور پر کام نہیں کر سکتا۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ اصل کام کرنے سے محروم رہ جاتا ہے۔ جو لوگ جلدی جوش میں آجاتے ہیں۔ وہ جلدی ٹھنڈے بھی ہو جاتے ہیں۔ اور جو جوش میں کم آتے ہیں وہی کام کرتے ہیں۔ اس

خطرناک وقت

میں جس سے زیادہ خطرناک وقت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت رکھنے والی قوم کے لئے سمجھنا مشکل ہے۔ جب ایک قوم کی قوم دیدہ دانستہ مسلمانوں کو بھڑکانے کے لئے ان کی محبوب ترین ہستی کو گالیاں دیتی ہے۔ اس وقت مسلمانوں کے حال کو وہی سمجھ سکتا ہے۔ جو انسانی فطرت سے واقف ہو۔ کتنی مشکل بات ہے۔ اگر مسلمان گالیوں کا جواب گالیوں سے دیتے ہیں تو اس کی اسلام اجازت نہیں دیتا۔ اور اگر چپ رہتے ہیں۔ تو ان کی آئندہ نسل میں بے غیرتی پیدا ہونی لازمی ہے۔ کیونکہ جو قوم اپنے بزرگوں کے متعلق گالیاں سن کر چپ رہتی ہے۔ اس میں بے غیرتی پیدا ہو جاتی ہے۔ غرض آج اگر مسلمان آریوں کی گالیوں کے مقابلہ میں چپ رہتے ہیں۔ تو آئندہ نسلیں بے حیا اور بے غیرت ہو سکتی ہیں۔ اور اگر جوش اور غصہ کا اظہار کرتے ہیں۔ تو اس کے لئے صحیح اظہار کا موقعہ نہیں ملتا۔ مسلمانوں اور ہندوؤں کی اپنی حکومتیں نہیں کہ ایک دوسرے پر فوج لے کر چڑھ دوڑیں۔ دونوں

غیر قوم کے ماتحت

ہیں۔ اور جب کہ ہمارے نزدیک محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو گالیاں دینا بدترین فعل ہے۔ اس حکومت کے نزدیک معمولی بات ہے۔ بلکہ ممکن ہے۔ حکومت کے بعض عمال کے نزدیک اچھی بات ہو۔ بعض شریف الطبع انگریز رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف بدزبانی سن کر غصہ میں آجاتے ہیں۔ اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت کا خیال رکھنا ضروری سمجھتے ہیں۔ گو اس طرح نہیں جیسے مسلمان۔ مگر پھر بھی کئی ایسے ہو سکتے ہیں۔ جو حیران ہوتے ہوں۔ کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو گالیاں دینا کونسی ایسی بات ہے۔ جس پر مسلمان اس قدر رنج و غصہ کا اظہار کرتے ہیں۔ ایسی حالت میں مسلمانوں کے لئے کس قدر مشکلات ہیں۔ قانون ہمارے اختیار میں نہیں۔ کہ اس کے ذریعہ جوش نکال سکیں۔ اور خاموش اس لئے نہیں رہ سکتے۔ کہ آئندہ نسلیں تباہ نہ ہو جائیں۔ اور ان میں بے غیرتی نہ پیدا ہو جائے۔ قانون ایک ایسی قوم کے ہاتھ میں ہے۔ جس کے احساسات شریفانہ طور پر خواہ ہمارے ساتھ کتنے ہی ملتے ہوں۔ مگر ہمارے جیسے نہیں ہو سکتے۔ اس وجہ سے بسا اوقات کسی امر کے متعلق

گورنمنٹ کو توجہ دلانا

بے فائدہ ہوتا ہے۔ اور بسا اوقات حکام سمجھتے ہیں یہ ذرہ ذرہ سی بات پر چڑنے والے لوگ ہیں۔ ورنہ یہ بھی کوئی بات ہے۔ جس کی شکایت کر رہے ہیں۔ اس حالت میں ہمارے لئے نہایت ضروری ہے۔ کہ ہم اپنے جذبات و احساسات کو اپنے قبضہ میں رکھیں۔ میں اپنی جماعت کے لوگوں کو اور ان دوسرے مسلمانوں کو جو میری باتیں توجہ سے سنتے اور ان سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ کہتا ہوں۔ کہ

اس وقت

جوش میں لانے اور بھڑکانے والی باتیں مفید نہیں۔ ضرورت اس بات کی ہے۔ کہ اس جوش کو قابو میں رکھ کر مستقل قربانی کی جائے۔ جو لوگ اسلام کے لئے مستقل قربانی نہیں کر سکتے۔ ان کا جوش حقیقی جوش نہیں ہے۔ بلکہ دھوکہ اور فریب ہے۔ ابھی ہمارا ایک بھائی اور اس کا ایک رشتہ دار قید خانہ میں گئے ہیں محض اس لئے کہ انہوں نے ہائیکورٹ کے ججوں کے نزدیک ایک جج کی ہتک کی ہے۔

میں ہرگز ان ججوں سے اتفاق نہیں کرتا

اور میرے نزدیک مسلم آؤٹ لک نے ہرگز ہتک نہیں کی۔ میں تو یہ کہتا ہوں۔ بجائے اس کے کہ مسلم آؤٹ لک کو اس مضمون کی وجہ سے سزا دی جاتی۔ ججوں کو چاہیئے تھا۔ کہ اس کی آواز کی قدر کرتے۔ جو رسول کریم کی عزت کو محفوظ رکھنے کے لئے اٹھائی گئی تھی۔ مگر ججوں کا ادھر ذہن منتقل نہ ہؤا۔ بلکہ اس طرف گیا۔ کہ مسلم آؤٹ لک نے جج کی ہتک کی ہے۔ اس وجہ سے مسلم آؤٹ لک کے ایڈیٹر و پرنٹر کو سزا دے دی۔ حالانکہ جو شخص اس مضمون کو ٹھنڈے دل سے پڑھے گا۔ یا ان جذبات کو مد نظر رکھ کر پڑھے گا۔ جو ایک مسلمان کے ہوں۔ وہ ہرگز نہیں سمجھ سکتا۔ کہ اس میں جج کی ہتک کس طرح ہوئی ہے۔ میرے نزدیک مسلم آؤٹ لک کا

یہ جرم نہیں تھا

بلکہ اس نے قابل تعریف بات کی تھی۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متعلق غیرت دکھائی تھی۔ ہر مذہب کے آدمی کو اس کی قدر کرنی چاہیئے تھی۔ کہ آؤٹ لک کا ایڈیٹر اپنے رسول کے متعلق وفادار انسان ہے۔ اور وفاداری پر کوئی ناراض نہیں ہؤا کرتا۔ مگر ججوں کے نزدیک یہی بات ثابت ہوئی۔ کہ اسے سزا دینی چاہیئے۔ اس وجہ سے

مسلمانوں میں اور جوش

پیدا ہو گیا۔ اور اب ان کے سامنے یہ معاملہ آگیا۔ کہ ایک ہائیکورٹ کے جج کی ہتک کے الزام میں تو ہائیکورٹ نے ایک ہفتہ کے اندر اندر سزا دے دی۔ لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرنے والا دو اڑہائی سال مقدمہ بھگت کر بالکل بری ہو گیا۔ جو ایک ایسا امر ہے۔ کہ جس کی وجہ سے

مسلمانوں کی طبائع میں جوش

پیدا ہونا لازمی بات ہے۔ وہ حیران ہیں۔ اس قانون اور اس انتظام پر۔ کہ ایک جج کی ہتک کا اثر تو ہائیکورٹ پر اتنا پڑا۔ کہ ہفتہ کے اندر اندر

ایڈیٹر اور پرنٹر مسلم آؤٹ لک

کو جیل خانہ میں بھیجدیا۔ مگر محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ہتک کرنے والا مہینوں آزاد پھرتا رہا۔ اور آخر بالکل آزاد ہو گیا پھر یہاں کہنے والا تو صرف یہ کہتا ہے۔ کہ جج کو مستعفی ہو جانا چاہیئے۔ اور اس کی تحقیقات ہونی چاہیئے۔ کہ کن حالات کے ماتحت یہ فیصلہ ہؤا۔ مگر وہاں گندی سے گندی گالیاں دی گئی ہیں۔ پھر جس انسان کو گالیاں دی گئی ہیں۔ وہ وہ ہستی ہے۔ جس کے لئے کروڑوں انسان قربان ہونے کے لئے تیار ہیں۔ اور جس کے تقدس پر کروڑوں انسان یقین رکھتے ہیں۔ لیکن جس کی ہتک کا مجرم ایڈیٹر مسلم آؤٹ لک قرار دیا گیا ہے۔ اس سے

ایک آدمی بھی اس قسم کا اخلاص نہیں رکھتا۔ پھر ایک طرف گندی گالیاں ہیں۔ اور دوسری طرف یہ کہ جن حالات میں فیصلہ کیا گیا ہے۔ ان کی تحقیقات کی جائے۔ بے شک اس کے سخت معنے بھی ہو سکتے ہیں۔ جو ججوں نے لئے ہیں۔ مگر اچھے بھی ہو سکتے ہیں۔ میں کوئی قانون دان نہیں۔ مگر جہاں تک مجھے معلوم ہے۔ عدالتیں شک کا فائدہ ملزم کو ہی دیتی ہیں۔ مگر "مسلم آوٹ لک" کے مقدمہ میں ایسا نہیں ہوا۔ اور مسلمانوں کی طبائع میں ہیجان پیدا ہونا قدرتی بات ہے۔ لیکن پھر بھی اس بات کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ کہ اگر اسلام اور شریعت کی عزت کو قائم رکھنا ہے۔ تو اسلام تب یہ کہتا ہے۔ کہ

حکومت کے قانون کی پابندی

کرو۔ تو ضرور کرنی چاہیئے۔ اگر ہمارے جوش اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں۔ تو اس کے قانون کی پابندی کرنا بھی ہمارا فرض ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے ہمارے دو قسم کے تعلقات ہو سکتے ہیں۔ ایک حقیقی۔ جو آپ کی تعلیم کو مدنظر رکھتے ہوئے ہوں۔ اور دوسرے وہ جو ورثہ میں ملے ہوں یعنی ماں باپ کی طرف سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی محبت ملی ہو۔ اب اگر ہم جوش اور غصے کی حالت میں رسول کریم صلے اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم کو بھول جاتے ہیں۔ تو آپ سے

ہمارا تعلق حقیقی نہیں ہوگا

بلکہ ورثہ کا ہوگا۔ لیکن اگر جوش کے وقت ہم آپ کی تعلیم کو مدنظر رکھتے ہیں۔ تو پھر ہمارا آپ سے حقیقی تعلق ہوگا۔ اور یہی فخر اور خوشی کی بات ہے۔ وہ محبت کوئی محبت نہیں۔ جو ماں باپ سے ورثہ میں ملی ہو۔ محبت وہی ہے۔ جو اپنے دماغ اور عقل سے ملی ہو۔ اس وقت میں اپنی جماعت کو اور دوسرے مسلمانوں کو جن میں سے میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ ہزاروں میری بات کو توجہ سے سن رہے اور قبول کر رہے ہیں نصیحت کرتا ہوں۔ کہ اس وقت اسلام پر

سب سے زیادہ نازک زمانہ

آیا ہوا ہے۔ اس وقت ہمیں یہ ثابت کر دینا چاہیئے۔ کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم پر چلتے ہوئے کسی قسم کے فساد کے لئے تیار نہیں۔ نعوذ باللہ ملاں نہیں مکمل شریعت دی ہے۔ اور مکمل دماغ دیا ہے۔ اس کے ہوتے ہوئے یہ کہنا کہ مسلمان عقل سے کام نہیں لے سکتے دیوانہ پن ہے۔ کیا خدا تعالےٰ نے ہمیں کوئی ایسے سامان نہیں دیئے۔ کہ ہم محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی تعلیم پر چلتے ہوئے آپ کی عزت کو بچا سکیں۔ اگر فی الواقعہ نہیں دیئے۔ تو اس کا یہ مطلب ہوا۔ کہ خدا تعالےٰ نے نعوذ باللہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو چھوڑ دیا ہے۔ ورنہ کیا وجہ ہے۔ کہ آپ کی عزت کے بچانے کے لئے کوئی سامان نہ دیئے ہوں۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے۔ کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی عزت بچانے کے لئے غیرت دکھائیں۔ مگر ساتھ ہی یہ بھی دکھا دیں۔ کہ ہر ایک مسلمان اپنے نفس کو قابو میں رکھتا ہے۔ اس سے مغلوب نہیں ہوتا جب مسلمان یہ دکھا دیں گے۔ تو دنیا ان کے مقابلہ سے خود بخود بھاگ جائیگی کیونکہ دنیا دار اسی کے مقابلہ میں کھڑے ہوتے ہیں۔ جس کی نسبت جانتے ہیں۔ کہ اس کا نفس اس کے قابو میں نہیں۔ چھوٹے بچوں سے

فطرت صحیحہ

کا خوب پتہ لگتا ہے۔ بچے اسی کو چڑاتے ہیں۔ جو ان کی باتوں سے چڑے۔ بچے چڑنے والے کے پیچھے پڑ جاتے ہیں۔ لیکن اگر کوئی نہ چڑے۔ تو پیچھے نہیں پڑتے۔ مجھے یاد ہے۔ بچپن میں لڑکے مجھے میاں صاحب میاں صاحب کہتے تھے۔ اور میاں چونکہ ملا کو کہتے ہیں۔ اور اس کے متعلق شعر بنائے ہوئے ہیں۔ وہ مجھے سنا سنا کر پڑھتے۔ تین چار دن پڑھتے رہے۔ لیکن جب میں نے ان کی طرف توجہ نہ کی۔ تو پھر وہ مایوس ہو کر خود بخود ہی ہٹ گئے۔ اگر اس وقت میں غصہ کا اظہار کرتا۔ تو شرارتوں بچوں کے لئے کھیل بنی رہتا۔

اب اگر مسلمان

سچے طور پر اسلام کی خدمت

کے لئے کھڑے ہو جائیں۔ اور اس طرح غیرت دکھائیں۔ کہ اقرار کریں۔ ہم ان لوگوں سے کسی قسم کا تعلق نہیں رکھیں گے۔ جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو گالیاں دیتے ہیں۔ یا جو ان کے ساتھی ہیں۔ اور ایسے لوگوں سے سودا خریدنا قطعاً بند کر دیں گے ہاں مصیبت کے وقت ان کی ہمدردی کرنے کے لئے تیار رہیں گے۔ لیکن سودا ایک پیسے کا نہ خریدیں گے۔ اگر مسلمان اس پر پورے طور پر عمل کریں۔ تو تھوڑے ہی دنوں میں ہندوؤں کی آنکھیں کھول سکتے ہیں۔ لیکن اگر وہ اس کی بجائے لڑنا شروع کر دیں اور گورنمنٹ کو دھمکیاں دینے لگیں۔ تو نہ ادھر کے رہیں گے نہ ادھر کے۔

میرے نزدیک

گورنمنٹ کا اس بارہ میں اتنا قصور نہیں

جتنا سمجھا جاتا ہے۔ یہ ہائی کورٹ کا فیصلہ ہے۔ اور گورنمنٹ مجبور ہے۔ کہ اس کا احترام کرے۔ ورنہ گورنر خود اعلان کر چکا ہے کہ یہ فیصلہ گورنمنٹ کے لئے حیرت کا موجب ہے۔ اس زمانہ میں سکھوں کا راج ہی نہیں۔ بلکہ قانون کے مطابق خواہ غلط ہو یا صحیح کام چلتا ہے۔ پس گورنمنٹ کا اس میں قصور نہیں۔ ہائی کورٹ کے لئے جو قانون بنایا گیا ہے۔ گورنمنٹ اس کا احترام کرنے کے لئے مجبور ہے۔ اور آج جو بات ہائی کورٹ میں ہمارے خلاف ہوئی ہے۔ کل وہی دوسروں کے خلاف ہو سکتی ہے۔ وہی ہائیکورٹ فیصلہ کریگی۔ کہ ہندوؤں کے بزرگوں کے خلاف اگر کوئی لکھے۔ تو وہ بھی قابل سزا نہ ہوگا۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ ہائی کورٹ کا یہ فیصلہ غلط ہے اور ہمیں یہ بات بری لگتی ہے۔

ہم اس عقل کو کوڑی کے برابر بھی نہیں سمجھتے

جس کے نزدیک جتھ دیپ سنگھ کی ہتک کے لئے تو قانون موجود ہے لیکن رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی ہتک کے لئے کوئی قانون نہیں۔ مگر قانون کا احترام امن کے قیام کے لئے ضروری ہے۔ اور بعض باتوں کو برداشت کرنے کی ضرورت ہے۔

اس وقت جو کچھ ہوا ہے۔ اس میں میرے نزدیک گورنمنٹ کی نہیں۔ بلکہ

ہائی کورٹ کی غلطی

ہے۔ مگر یہ ہندوؤں کا فریب ہے۔ کہ مسلمانوں کو گورنمنٹ کے خلاف جوش دلا رہے ہیں تاکہ مسلمان گورنمنٹ سے لڑ کر تباہ ہو جائیں اور پھر حکومت ہندوؤں کے ہاتھ میں آ جائے۔ یہ

ہندوؤں کا فریب

ایسا ہی ہے۔ جیسا ایک زمیندار نے سید مولوی اور ایک عام آدمی ان تینوں کے ساتھ کیا تھا۔ ہندو چاہتے ہیں کہ پہلے مسلمانوں کو گورنمنٹ سے لڑوائیں۔ اور اس طرح تمام مسلمانوں کو تباہ کر دیں۔ پھر اکیلے رہ کر گورنمنٹ کا مقابلہ کریں۔ اب گورنمنٹ بھی بے وقوف ہوگی۔ اگر وہ اس دھوکے میں آ جائے۔ اور مسلمان بھی بیوقوف ہوں گے۔ اگر وہ یہ دھوکا کھا جائیں۔ مسلمانوں میں سے جو لوگ عقلمند ہیں۔ انہیں فکر ہونی چاہیئے۔ کہ ہندوؤں کے اس جال کو توڑ دیں۔ اسی طرح انگریزوں میں سے جو عقلمند ہیں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ

ہندو نوازی کو ترک

کریں۔ گورنمنٹ محفوظ نہیں ہو سکتی۔ جب تک مسلمانوں سے صلح نہ رکھے۔ اور مسلمان محفوظ نہیں ہو سکتے۔ جب تک گورنمنٹ سے صلح نہ رکھیں۔ ہندوستان کے وہ افسر جو بلنڈک کی طرح وسیع نظر نہیں رکھتے۔ انگریزی قوم کے دشمن ہیں۔ اور وہ مسلمان جو اپنے عارضی فوائد کی خاطر مسلمانوں کے مستقل فوائد کو قربان کر رہے ہیں۔ مسلمانوں کے اصل قائم مقام نہیں ہیں۔ اس وقت میں مسلمانوں کو

سب سے بڑی نصیحت

یہی کروں گا۔ کہ حکومت کا مقابلہ نہ کریں۔ اس کا نتیجہ اچھا نہ ہوگا پہلے ہندو مسلمان دونو ملکر گورنمنٹ کا مقابلہ کر چکے۔ اور اس کا نتیجہ دیکھ چکے ہیں۔ پھر اکیلی مسلمان قوم گورنمنٹ اور ہندوؤں کے مقابلے میں کیا کر سکتی ہے۔ چونکہ اب نہایت نازک وقت ہے۔ اس لئے مسلمانوں کو عقل سے کام لینا ہوگا اور اپنے

نفس کو قابو میں رکھنا

چاہیئے۔ ورنہ بجائے اسلام کی طاقت کا موجب بننے کے اس کی

(الفضل قادیان دارالامان مورخہ ۲۶ جولائی ۱۹۲۷ء)

کمزوری کا باعث بن جائیں گے۔ اور بجائے خدا تعالےٰ کی رحمت حاصل کرنے کے اس کی ناراضگی کے مورد ہو جائیں گے اس وقت میں اپنی جماعت کو جو یہاں رہتی ہے۔ اس خطبہ کے ذریعہ اور جو باہر رہتی ہے۔ اسے خطبہ کے چھپنے پر آگاہ کرتا ہوں۔ میں

اللہ تعالےٰ کا شکر

کرتا ہوں۔ کہ اس نے ہماری جماعت کو بڑا جوش عطا کیا ہے مگر بات جب ہے۔ کہ مستقل کام کا ارادہ کر لیا جائے۔ یہ خوشی کی بات ہے۔ کہ ایسے جوش کی حالت میں بھی ہماری جماعت آپے سے باہر نہیں ہوئی۔ اور یہ ثبوت ہے اس بات کا کہ احمدی قوم نے وہ تعلیم جذب کر لی ہے۔ جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دی ہے۔ اس میں شبہ نہیں۔ کہ ہندو گورنمنٹ کو ہم سے بدظن کریں گے۔ اور بدظن کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ اور ممکن ہے۔ کہ بعض افسر ناراض بھی ہو جائیں۔ مگر

ہمیں اس کی پرواہ نہیں

اگر اسلام کی خدمت کرتے ہوئے گورنمنٹ ہندوؤں کے کہنے سے قید میں نہیں بلکہ پھانسی پر چڑھا دے تو ہم پرواہ نہ کریں گے لیکن ہم قانون کی پابندی کریں گے۔ اور امن قائم رکھنے کی کوشش کریں گے۔ اور مسلمانوں سے بھی کہیں گے۔ کہ فوری طور پر جوش میں نہ آؤ۔ بلکہ اسلام کی خدمت کے لئے مستقل طور پر کوشش کرو۔ صرف ریزولیوشن پاس کر دینے سے کچھ نہیں بنتا۔ میرا یہ مطلب نہیں کہ ریزولیوشن پاس کرنا اچھا نہیں۔ یہ بھی مفید ہو سکتے ہیں مگر یہ کہ صرف ریزولیوشن پاس کیا جائے مفید نہیں۔ مسلمانوں کو چاہیئے کہ کام کر کے دکھائیں۔

میں اللہ تعالےٰ سے

دعا

کرتا ہوں۔ کہ اس وقت وہ صحیح رستے پر چلنے کی ہمیں توفیق دے اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیم پر عمل کرنے کے ایسے ذرائع بتائے۔ کہ ہم اسلام کی عظمت دنیا میں قائم کر سکیں۔ اور مسلمانوں کی گری ہوئی حالت کو اٹھا سکیں۔

طبی تعلیم کا کالج

ہماری جماعت میں بعض ایسے لوگ ہیں۔ جو کسی دوسرے کالج میں بوجہ بعض مجبوریوں کے داخل ہو کر اپنی تعلیم کو پورا نہیں کر سکتے۔ بعض ایسے ہیں۔ جو کچھ نہ کچھ تعلیم رکھتے ہیں مگر کسی کام پر نہیں ہیں۔ ان لوگوں کو نظارت ہذا کا یہ مشورہ ہے۔ کہ وہ طبیہ دار العلوم شاہدرہ لاہور میں داخل ہو کر وہاں تعلیم حاصل کریں۔ وہاں تین جماعتیں ہیں افتخار الاطباء (پہلا سال) ممتاز الاطباء (دوسرا سال) شمس الاطباء (تیسرا سال) ہر جماعت کا ایک ایک سال کے بعد امتحان ہوگا۔ جو میں رہائش کا بھی انتظام کیا گیا ہے اور طلبا کی دوسری ضروریات کو بھی مدنظر رکھتے

مسلمانوں کی اقتصادی حالت کیونکر بہتر ہو سکتی ہے

(۱)

جناب سیکرٹری صاحب دفتر ترقی اسلام! تسلیمات۔

تعارف

قبل اس کے کہ میں اپنے جذبات کا اظہار کروں اور جو کچھ آپ صاحبان کی مساعی جمیلہ کا اثر خاکسار پر ہوا ہے۔ اس کو مسلمان بھائیوں کے سامنے پیش کروں۔ مناسب سمجھتا ہوں کہ اپنا تعارف کرا دوں۔ نیاز مند خاندان جلال شاہ سے نقوی البخاری سید ہے۔ اور خدا کے فضل و کرم سے کافی جائداد منقولہ و غیر منقولہ کا مالک ہے۔ اور آبا و اجداد سے مذہب شیعہ اثنا عشریہ سے حسن ظن رکھتا ہے۔ اسسٹنٹ سیکرٹری انجمن امامیہ بھی رہ چکا ہوں۔ اور طول و عرض ہندوستان میں خاکسار کی تبلیغی کارگذاری سے ہر ایک شخص جو قومی اخبارات کا مطالعہ کرتا ہے۔ بخوبی واقف ہے۔ ہمارا خاندان ہی سرزمین بھیرہ میں ماہ محرم الحرام میں یادگار حسینی کے قیام کا باعث ہے۔ مولوی نور الدین صاحب خلیفہ اول قادیان ہمارے خاندان کے خاص محسن و مربی تھے۔ اور موجودہ فارن سیکرٹری جماعت احمدیہ مفتی محمد صادق صاحب ہمارے خاندان کے حالات سے بخوبی واقف ہیں۔

میدان عمل میں

ان مختصر امور کے بعد ملتمس ہوں۔ کہ جب سے آپ صاحبان نے شدھی اور سنگھٹن کی تحریکوں سے متاثر ہو کر اور بعدہٗ ہندو مسلم فسادات لاہور اسلام کی حفاظت کیلئے قلمی جہاد شروع کیا ہے۔ نیاز مند نے فیصلہ کر لیا ہے۔ کہ مذہبی اختلاف کو بالائے طاق رکھکر میدان عمل میں آنا چاہیئے۔ اور آپ صاحبان کی آواز پر لبیک کہنا چاہیئے۔ اس لئے آپ پر واضح ہو۔ کہ نیاز مند اسلام کیلئے قلمی مالی امداد کرنے کیلئے تیار ہے۔ ہرگز نہیں دیکھا جا سکتا۔ کہ متاع اسلام لوٹی جا رہی ہو۔ اور ہم فرقہ وارانہ امور میں مشغول رہکر اسلام کی تباہی کے اسباب پیدا کریں۔ اب وقت ہے کہ مسلمان ہندوستان میں متفق ہو کر فتنہ ارتداد کا مقابلہ کریں۔ اور پاک مسلمانوں کی پاک کمائی کو کفر کے خونخوار درندوں سے بچائیں۔

اسلامی قوموں کا سیاسی اتحاد

جناب عالی عرصہ سے میرے دل میں یہ خیال تھا۔ کہ خدا کرے۔ ایسے اسباب پیدا ہوں۔ کہ اسلامی فرقے کم از کم سیاسی اتحاد ہی کر لیں۔ اور سناتن دھرم اور آریہ صاحبان سے سبق حاصل کر کے رواداری سے کام لیں۔

کیا یہ قیامت صغریٰ نہیں کہ آجکل حجر و شجر کی پرستش کرنیوالے تو جمہ کے شیاؤں پر غلبہ حاصل کرنے کیلئے اپنی تنظیم میں مصروف ہوں لیکن مسلمان ایک دوسرے کو بائیکاٹ کرنے پر تلے بیٹھے ہوں۔ اب وقت ہے۔ کہ خدا کے لئے سُنی شیعہ احمدی جھگڑا لو خیالات کو بالائے طاق رکھ کر اس فتنہ کا مقابلہ کیا جائے۔ اور ایک نظام میں رہ کر ہندوستان کی فضا کو اس ناپاک تحریک سے صاف کر دیا جائے۔ کیا مسلمانوں کو اب بھی ہوش نہیں آئے گی۔ کہ سنگھٹنی مہاشے ان کے آقا و مالک رسول عربی صلعم کا تمسخر اڑا رہے ہیں۔ اور ہم ہیں۔ کہ فرقہ وارانہ فسادات کو خیرباد نہیں کہہ سکتے۔ کیا ہم مسلمان کہلا سکتے ہیں جبکہ رنگیلا رسول جیسی ناپاک کتاب کی اشاعت ہندوستان میں کی جا رہی ہو۔ کیا ہماری آنکھیں اب بھی نہیں کھلینگی۔ جب کہ لاہور ہائیکورٹ کے فیصلہ نے اس ناپاک کتاب کے پبلشر کو بری کر دیا۔ کیا ہمیں اب بھی عبرت حاصل نہ ہو گی؟ جبکہ ڈاکٹر مونجے جیسا انسان المنشرح اپنے ناپاک ارادوں کی تکمیل مجسٹریٹ کے احکام کی خلاف ورزی کر کے کر رہا ہو۔ اور اسے پوچھا تک نہ جائے۔

اتحاد کے مخالفوں کو روکا جائے

دیگر اقوام کو حق الیقین ہے۔ کہ مسلمان اس قدر فرقہ وارانہ فسادات کے دلدادہ ہیں۔ کہ ان کو ناموس اسلام کا خیال تک نہیں۔ ان کو یہ یقین ہے۔ کہ مسلمان ایک دوسرے کی مخالفت کا شغلہ نہیں چھوڑ سکتے۔ کاش! مسلمان آوارہ گرد ملنٹوں کا بائیکاٹ کر کے ان کو تنبیہ کرتے۔ کہ وہ فرقہ وارانہ فساد برپا نہ کریں۔ اب بھی وقت ہے۔ کہ مجہول الحال ملنٹوں کو اپنے زہریلے متعفن لٹریچر کی اشاعت سے قطعی روک دیا جائے۔

مسلمانوں کی کمزوری کا نتیجہ

یہ ہماری کمزوری کا ہی نتیجہ ہے۔ کہ آج دھوتی پوش سود خور مہاشے اس قدر دلیر ہو چکے ہیں۔ کہ معراج نبوی کے افسانے تحریر کر کے ہمارے جگر پر تیر برسا رہے ہیں بجز اس کے وہ مسلمان جس میں غیرت کا مادہ موجود ہے۔ وہ جناب امام جماعت احمدیہ کا استفسار (رسول کریم صلعم کی محبت کا دعویٰ کرنے والے کیا اب بھی بیدار نہیں ہوں گے؟) پڑھ کر کبھی خاموش نہیں ہو سکتا۔ مجدد دیوی شرن شرما نے جس بیحیائی و دیدہ دلیری سے رسول عربی صلعم کی پاک ذات پر حملہ کیا ہے۔ اس سے زیادہ کوئی خبیث باطن انسان ناپاک حملہ کسی قوم کے پیشوا پر نہیں کر سکتا۔ اس اخلاقی مجذوم نے افسانہ کے رنگ میں جس تہذیب کا ثبوت دیا ہے۔ ہر ایک مسلمان کیلئے عبرت کا مقام ہے جب اس کی تحریر کو پڑھا۔ رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ کہ اس زمانہ میں ایسے بے حیا انسان بھی موجود ہیں۔ جو اپنی ہمسایہ قوم کے جذبات کو اس بیدردی سے ٹھیس لگانے میں ذرا شرم محسوس نہیں کرتے۔

مسلمانوں کے ہاتھ میں بھی قلم ہے

ان مہاشوں کو یہ معلوم نہیں۔ کہ مسلمانوں کے ہاتھ میں بھی قلم ہے۔ اور مسلمان بھی ترکی بترکی جواب دے سکتے ہیں اگر وہ فحش کتاب تحریر کر سکتے ہیں تو یاد رکھیں۔ مسلمان بھی ان مہاشوں کے اپنشدوں اور مذہبی لٹریچر سے ان کے کرشن کا اپنی منظوم نظم

گو یوں بے حیا سوز کرتوتوں کا نقشہ کھینچ سکتے ہیں لیکن ہم ایسے بد تہذیب بننا نہیں چاہتے۔ کہ بدبخت اور خبیث مہاشوں کی ناپاک حرکات سے متاثر ہو کر مہذب دنیا سے بد تہذیبی کا سرٹیفکیٹ حاصل کریں۔ اگر ہمارے قلم نے قرطاس پر جولانی دکھائی۔ تو یہ مہاشے تا یوم قیامت یاد رکھیں گے۔ کہ کسی قوم کے مسلمہ رہنما پر حملہ کرنا کیا معنی رکھتا ہے لیکن ہم چاہتے ہیں۔ کہ انتقام کی بجائے عفو سے کام لیں۔ ہماری دوراندیشی اسی بات کا تقاضا کرتی ہے۔ کہ ہم اس طرح ان کا مقابلہ کریں۔ کہ دشمن بھی رسول عربیؐ کے خلق کے قائل ہو جائیں جس کیلئے سب سے ضروری یہ ہے۔ کہ ہم پہلے اپنی اقتصادی حالت کو بہتر بنائیں نیاز مند چند تجاویز پیش کرتا ہے۔ اگر مسلمان ان پر عمل کریں تو ہماری اقتصادی حالت جلد ایسی ہو سکتی ہے۔ کہ ہم ہمسایہ اقوام کا کامیابی کے ساتھ مقابلہ کر سکیں۔ وہ تجاویز یہ ہیں۔

ہندوؤں سے خریداری

(۱) ہر ایک مسلمان حلف اٹھائے کہ وہ کسی ہندو دوکاندار سے اشیائے خوردنی نہ خرید لیگا۔ انما المشرکون نجس کے حکم محکم کو اپنا ماٹو بنجیس۔ ہر ایک غیرت مند مسلمان ناخوردنی اشیاء بھی مسلمانوں سے خریدے۔

ہندو وکلا اور مسلمان

ہر ایک مسلمان حلف اٹھائے۔ کہ وہ اپنا مقدمہ کسی ہندو وکیل یا بیرسٹر کے پاس نہ لیجائیگا۔

یہ ایک ایسی بات ہے کہ اگر مسلمان اس پر عمل کریں تو انشاء اللہ شدھی اور سنگھٹن کا بھوت جو مہاشوں کے سر پر سوار ہے چند دنوں میں رفو چکر ہو جائے یہ ایک مسلم امر ہے کہ پنجاب میں جسقدر ہندو مہاشوں کی وکالت کی رونق ہے۔ وہ صرف مسلمان زمینداروں کی بدولت ہے جسقدر کچہریوں کی رونق ہے وہ ہمارے نخواندہ جاہل مسلمان زمینداروں کی بدولت ہے اسلئے لازمی ہے۔ کہ ایسا انتظام قائم کیا جائے کہ چند مبلغ دیہات میں دورہ کر کے مسلمان زمینداروں کو اسلام کی حالت زار کی طرف متوجہ کریں اور انکو کفایت شعاری کا سبق سکھلائیں۔ نیز انہیں بتلادیں کہ اب خدا کیلئے وہ بھی بیدار ہوں اور زمینداروں پر واضح کیا جائے کہ کس بیدردی سے وہ اپنے پسینہ کی کمائی ہندو مہاشوں کو دے رہے ہیں۔ اور کس طرح اپنی جہالت کا ثبوت دیکر دشمن اسلام مہاشوں کا سرمایہ بڑھا رہے ہیں۔ مسلمانوں کے قرضہ کی داستان جسقدر عبرت انگیز ہے اسی قدر اس کا پڑھنا سننا بھی رقت خیز ہے۔ اگر پنجاب کے مسلمان ۲۰ کروڑ روپیہ کے مقروض ہیں۔ تو اس کے اور اسباب بھی ہونگے لیکن حقیقی سبب عام زمینداروں میں تعلیم کی کمی ہے جسکا لازمی نتیجہ مقدمہ بازی ہے۔ اگر شہری اور دیہاتی آبادی کے قرضہ کا تناسب لگایا جائے تو ۱: ۳ کی نسبت ہے۔ جاپہ پنجاب کے زمینداروں میں یہ عام وبا ہے۔ کہ جب دیکھا فصل اچھی ہوئی کوئی مقدمہ شروع کر دیا۔ اور ہر دو فریق ہندو بیرسٹروں کا گھر بھرنے لگے۔ سودی روپیہ برداشت کیا جاتا ہے۔ اور نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ ان کی اولاد بھی اس قرضہ کو ادا نہیں کر سکتی۔ اور دائمی غلامی کا طوق پہن لیتی ہے۔ میں نے پنجاب کے کئی زمیندار دیکھے۔ جو مقدمہ بازی میں تباہ ہو گئے۔ اور معمولی حیثیت کے مہاشے کروڑپتی بن گئے مصیبت یہ ہے۔ کہ یہ طبقہ نہ الفضل جانتا ہے۔ نہ زمیندار کے نام سے واقف ہے۔ نہ کبھی اخبار پڑھا۔ اور نہ شدھی اور سنگھٹن کا نام سنا۔ وہ کیا سمجھیں۔ کہ "رنگیلا رسول" کتاب کس نے لکھی اور کب شائع ہوئی۔ اور اس کا مضمون کیا ہے۔ وہ کیا سمجھ سکتے ہیں۔ کہ "ورتمان" کے افسانہ نویس نے کس طرح ان کے شفیع روز محشر کا تمسخر اڑایا ہے۔ وہ اگر سمجھ سکتے ہیں۔ تو فرقہ دارانہ فساد کو۔ اگر وہ کچھ کر سکتے ہیں۔ تو آوارہ گرد مولویوں کے فتوؤں پر عمل کر کے مسلمانوں کا بائیکاٹ کر سکتے ہیں۔ جب تک مولوی صاحبان (جو آج کل تفریق بین المسلمین کے سوا کچھ اور جانتے ہی نہیں۔ اور ہر ایک گاؤں میں جا کر مسلمانوں کے کشت و خون کے اسباب پیدا کرنے کے سوا جن کا کوئی بھی شغلہ نہیں) ان زمینداروں میں جا کر اسلام کی آواز بلند نہ کریں۔ جب تک ان زمینداروں کو مہاشوں کی خطرناک چالوں سے آگاہ نہ کریں۔ اور ان سنگھٹنیوں کی خون آشامیوں کو سنا کر بیدار نہ کریں۔ ہرگز امید نہیں۔ کہ مسلمانوں کی آبادی کا یہ غالب عنصر تا یوم قیامت اسلام کی کوئی خدمت کر سکے۔

مسلمان بیرسٹروں کی حالت

کیا یہ شرم کی بات نہیں کہ مسلمان بیرسٹر و وکلاء ہزاروں روپیہ خرچ کرنے کے بعد اپنی پریکٹس کے کامیاب نہ ہونے کے باعث مایوس ہو کر مسلمانوں کی حالت زار پر آنسو بہا رہے ہیں۔ وہ دیکھ رہے ہیں کہ ان کے بھائی مہاشوں کی اقتصادی حالت بہتر بنا رہے ہیں۔ مہاشوں کی پریکٹس کو فروغ دے رہے ہیں اگر یہی مسلمان زمیندار اپنے مقدمات مسلمان بھائیوں کے پاس لے جائیں۔ تو ان کو بھی اپنی خداداد لیاقت کے اظہار کا موقعہ ملے۔ اور اسلام کی خدمت کے قابل ہو سکیں۔ ہندو بیرسٹر و وکلاء مشہور مسلمان خاندانوں سے ایجنٹ کی خدمات حاصل کرتے ہیں۔ اور اس طریقہ سے مسلمانوں کو مسلمان ہی ہندو بیرسٹروں کے پاس مقدمات لے جانے کے لئے آمادہ کرتے ہیں۔ بیچارے مسلمان وکلاء اس پوزیشن میں نہیں ہوتے۔ کہ ایجنٹ کو معقول تنخواہ دے سکیں۔ یا ہندو بیرسٹروں کا مقابلہ کر سکیں۔ اگر اسی ایک بات کا آج فیصلہ ہو سکے۔ اور مسلمان زمیندار حلف اٹھالیں۔ کہ وہ آئندہ کسی مہاشے کے پاس مقدمہ نہ لے جائیں گے۔ تو مستقبل قریب میں مسلمانوں کی اقتصادی حالت قابل فخر ہو جائے۔ اس طریقہ سے مقدمہ بازی کی سپرٹ میں کمی ہو جائے۔ اور یہ ایسا حربہ ہو۔ کہ شدھی اور سنگھٹن کے لئے سم قاتل کا کام دے۔

(سید تصدق حسین بی۔ اے۔ بھیرہ)

معاونین جرائد سلسلہ ۲۹

(نو ٹیز)

احباب کرام کی خدمت میں الفضل کے بارے میں عرض کر چکا ہوں۔ کہ اس میں درس القرآن کا سلسلہ شروع ہونے والا ہے۔ جس کے لئے دو ہزار سالانہ خرچ اس امید پر گوارا کیا گیا ہے۔ کہ خریدار بڑھ جائینگے۔ پس امید ہے۔ کہ خریداران الفضل نہ صرف سالانہ وی پی وصولی کے لئے تیار رہیں گے۔ بلکہ دوسرے بھائیوں کو بھی خریدار بنائینگے۔

دوم سلسلہ کے دیگر اخبارات متعلقہ صدر انجمن احمدیہ کی توسیع اشاعت میں احباب اب خاص حصہ نہیں لے رہے۔ ۱۵۔۲۰ روز میں سن رائز کی یہ فہرست بنی ہے۔ باقی اردو ریویو آف ریلیجنز اور انگریزی ریویو اور مستورات کے اخبار مصباح کو تو غالباً بھلا دیا گیا ہے۔ اردو ریویو کے اخراجات آمد سے زائد ہیں۔ اور مصباح کا چلنا اس پر موقوف ہے۔ کہ دو سو مزید خریدار ہوں۔ تمام جماعت احمدیہ کے افراد کی خدمت میں عرض ہے۔ کہ وہ پوری توجہ و کوشش سے کام لیں۔

(خاکسار ناظم طبع و اشاعت)

سن رائز

قریشی عبد اللطیف صاحب ہزاری باغ انگریزی ریویو کے واسطے۔ ایک خریدار۔ جناب حسام الدین حیدر صاحب بوگرا۔ سن رائز ۲۔ ۱ جناب شمس الدین صاحب رنگپور سے سن رائز ایک خریدار۔ چوہدری ابوالہاشم صاحب تنیورہ سے سن رائز کیواسطے چار خریدار۔ جناب مخدوم محمد افضل صاحب سب جج کرنال سن رائز کی اعانت ایک روپیہ دیا ہے۔ جناب محمد صادق صاحب لاہور چھاؤنی سے اعانت سن رائز کے واسطے دو روپیہ دیتے ہیں۔ چوہدری صابر علی صاحب کمپلڈ شیر انگال سے سن رائز کے واسطے ایک خریدار۔ سید ارادت حسین صاحب اوڈین سے سن رائز کے واسطے تین خریدار۔ جناب نظم الدین صاحب چوہدری کلکتہ سے سن رائز کیواسطے ایک خریدار۔ جناب ایم۔ کے عابد شریف ساگر شیموگہ سے سن رائز کیواسطے ایک خریدار مولوی قمر الدین صاحب مولوی فاضل قادیان سن رائز کیواسطے ایک خریدار چوہدری محبوب عالم صاحب اوورسیر حیدر آباد سندھ سے سن رائز کے واسطے دو خریدار۔ جناب محمد ارجمند صاحب شملہ سے سن رائز کے واسطے تین خریدار۔ جناب حیدر شاہ صاحب ماڑی انڈس سے سن رائز کے واسطے ایک خریدار۔ سیٹھ عبد اللہ الہ دین صاحب سکندر آباد دکن سے سن رائز کے واسطے دو خریدار۔ جناب غلام رسول صاحب لاہور سے سن رائز کے واسطے ایک خریدار۔ جناب محمد اکبر صاحب ڈیرہ غازیخاں سے سن رائز کیواسطے دو خریدار۔ ڈاکٹر غلام مصطفیٰ صاحب گوجرگاؤں سے سن رائز کے واسطے دو خریدار۔ جناب محبوب عالم صاحب

"مسلم آوٹ لک" کا مقدمہ توہین عدالت

ہائی کورٹ کے فل بنچ کا فیصلہ

مسلم آوٹ لک کے مقدمہ توہین عدالت میں مسٹر جسٹس براڈوے قائم مقام چیف جج نے فل بنچ کا فیصلہ سناتے ہوئے کہا۔

۱۵ر جون ۱۹۲۷ء کو سرکاری وکیل نے عدالت میں تحریک کی۔ کہ مسلم آوٹ لک کے ایڈیٹر و طابع و ناشر کے خلاف ایک حکم کا صدور منظور کیا جائے۔ کہ وہ عدالت میں حاضر ہو کر وجہ بیان کریں۔ کہ مذکورہ بالا پرچہ کی اشاعت مورخہ ۱۴ر جون ۱۹۲۷ء میں "مستعفی ہو جاؤ" کے زیر عنوان شائع ہونے والے مضمون سے توہین عدالت کرنے کے سلسلہ میں کیوں نہ جیل میں بھیج دیئے جائیں۔ یا ان سے کوئی دوسرا قانونی سلوک نہ کیا جائے۔ اس حکم کے جواب میں ایڈیٹر ڈی ایس بخاری اور پرنٹر اور پبلشر مولوی نور الحق آج ہمارے سامنے پیش ہوئے۔ ایڈیٹر مسٹر ڈی ایس بخاری نے نوٹس کے جواب میں ایک تحریری بیان پیش کیا ہے۔ اور طابع و ناشر مولوی نور الحق نے بھی ایک تحریری بیان داخل کیا ہے جس میں اس نے ایڈیٹر کے بیان سے اپنی موافقت کا اظہار کیا ہے۔

اختیار سماعت کا مسئلہ

اس امر کے جواب میں سرکاری وکیل نے مقدمہ کا افتتاح نہیں کیا تھا۔ کہ یہ اعتراض اٹھایا گیا۔ کہ عدالت کو اس معاملہ کے ساتھ توہین کے مقدمہ کا سا سلوک کرنے کا آئینی اختیار حاصل نہیں ہوا۔ اعتراض یہ تھا۔ کہ اگرچہ یہ عدالت ریکارڈ کی ایک اعلیٰ عدالت ہے۔ تاہم اسے توہین کے مقدمات کی سماعت کا حق حاصل نہیں۔ کیونکہ یہ اختیار محض پریسیڈنسی ہائی کورٹ کو حاصل ہے۔ اس مسئلہ کا فیصلہ تاج برطانیہ بنام سید حبیب کے مقدمہ میں ہو چکا ہے۔ ایڈیٹر کے وکیل کے کہنے کے مطابق جہاں تک سید حبیب کا تعلق تھا۔ اس نے اس مسئلہ پر پوری بحث نہیں کی تھی۔ تاہم چونکہ یہ اپنی قسم کا پہلا مقدمہ تھا۔ اس لئے فیصلہ کرنے والی بنچ میں شامل ہونے والے ججوں نے اس امر کی پوری تحقیقات کر لی تھی۔ اور وہ متفقہ طور پر اس نتیجہ پر پہنچے تھے۔ کہ انہیں ایسے مقدمات کی سماعت کا اختیار حاصل ہے۔ علاوہ بریں عدالت عالیہ الہ آباد دیوان جوہر اور ایک اور شخص کی اپیل میں اسی مسئلہ پر غور کر کے فیصلہ کر چکی ہے۔ کہ اسے اپنی توہین کے مقدمات کی فوری سماعت کا اختیار حاصل ہے۔ ہز لارڈ شپ نے اس اعتراض کے دلائل پر از سر نو بحث کرنے کو ضروری خیال نہیں کیا۔ کیونکہ یہ بحث سرکار بنام سید حبیب کے مقدمہ میں کی جا چکی ہے۔ چودھری ظفر اللہ خان اپنے دعویٰ کی تائید میں ہندوستان یا انگلستان کی کوئی نظیر پیش کرنے سے قاصر رہا ہے۔

مضمون زیر بحث

مقدمہ کے ما لہ و ما علیہ پر بحث کرتے ہوئے جسٹس براڈوے نے کہا۔ کہ مضمون زیر بحث مسلم آوٹ لک کی اشاعت مورخہ ۱۴ر جون ۱۹۲۷ء کے صفحہ ۳ پر طبع ہوا ہے۔ اس کا عنوان ہے "مستعفی ہو جاؤ"۔ اس میں ابتداً دو خیال ظاہر کئے گئے ہیں۔ پہلا خیال یہ ہے۔ کہ مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ "رنگیلا رسول" کے مقدمہ میں فیصلہ صادر کرنے کے نتیجہ کے طور پر اپنی نشست خالی کر دیں۔ فاضل جج نے مضمون کے ان حصوں کا حوالہ دیا۔ جن میں لکھا گیا تھا۔ کہ مسٹر جسٹس دلیپ سنگھ مستعفی ہو جائیں۔ اور ان حالات کی تحقیقات کی جائے۔ جن کے ماتحت یہ فیصلہ لکھا گیا۔ مضمون میں دوسری تجویز کے متعلق لکھا تھا۔

"مجوزہ تحقیقات کے متعلق ہمارا خیال ہے۔ کہ اگر کسی ہائی کورٹ کے جج کے حقوق امتیازی اس کے کسی فعل کی جو اس نے بہ حیثیت ملازم عامہ کیا ہو۔ تحقیقات میں مانع نہیں۔ اور یاد رہے۔ کہ مفاد عامہ کی خاطر گورنر جنرل سے بھی باز پرس کی جا سکتی ہے۔ تو اس فیصلہ میں اس امر کا ایک مسلمہ احتمال پایا جاتا ہے کہ اس کے متجاوز عن الحق ہونے کی اور کوئی غیر معمولی وجہ ہوگی اگر یہ احتمال صحیح ہے۔ تو اس وجہ کو روز روشن میں لانا ایک فرض عامہ ہے۔

اعتراض کا حق

جسٹس براڈوے نے مضمون کے ان فقروں کا حوالہ دینے اور ان کا تجزیہ کرنے کے بعد کہا۔ کہ میں اس امر کو اچھی طرح واضح کرانا چاہتا ہوں۔ اور با صراحت کہتا ہوں۔ کہ اس کارروائی کو "رنگیلا رسول" کے مقدمہ کے ما لہ و ما علیہ سے کوئی تعلق نہیں۔ فاضل جج نے کہا۔ کہ اس امر کو یاد رکھنا چاہیئے۔ کہ جج بھی دوسرے انسانوں کی طرح غلطی کے مرتکب ہو سکتے ہیں۔ اور ان کے افعال اعتراضات اور سخت اعتراضات کے لئے کھلے ہیں۔ لیکن ججوں کے ساتھ ناروا مقاصد کو منسوب کرنا انصاف کی مقتضیات کو کھوکھلا کرنا ہے۔ اور اس پر سخت اعتراض وارد ہوتا ہے۔ اس مقدمہ میں میرا خیال ہے۔ کہ مضمون اس جگہ جائز نکتہ چینی کی حدود سے متجاوز ہو گیا ہے۔ جہاں اس میں متعلقہ فاضل جج کے ساتھ ذمہ داری کے احساس کی کمی اور اعتقاد کی کمی کو منسوب کیا گیا ہے۔ اور جہاں اس میں یہ خیال ظاہر کیا گیا ہے کہ (۱) تو ان "غیر معمولی حالات" کی تحقیقات کی جائے۔ جن کے ماتحت یہ فیصلہ لکھا گیا۔ کیونکہ ان حالات کا روشن کرنا ایک فرض عامہ ہے۔ اگر فیصلہ کے پس پردہ ناروا محرکات نہ تھیں۔ تو وہ غیر معمولی حالات کیا تھے۔ اور وہ کیا شے تھی۔ جسے روشنی میں لانے کی ضرورت تھی۔ مسٹر جسٹس براڈوے نے مضمون کے ان حصص کی اس تشریح کا ذکر کیا۔ جو ملزم کے تحریری بیان میں کی گئی تھی۔ اور اس نکتہ پر ملزم کے وکیل کے دلائل کا تذکرہ کیا۔ اور کہا۔ کہ یہ ناقابل قبول ہیں۔ فاضل جج وکیل کی پیش کردہ نظائر سے متفق ہیں۔ کہ عدالت عالیہ کو محض واضح ترین مقدمات میں توہین کے لئے کسی کو مجرم ٹھیرانے کا حق حاصل ہے۔ فاضل جج نے کہا۔ کہ میرے نزدیک تحقیقات کی تجویز کرنے والے فقرہ کی معقول تشریح وہی ہو سکتی ہے۔ جو بظاہر نظر آتی ہے۔ یہ فیصلہ کے ساتھ ناروا محرکات منسوب کرتی ہے۔ جنہیں عدالتی امور سے کوئی تعلق نہیں۔ بلکہ غیر عدالتی امور سے تعلق ہے کسی عدالت کی اس سے زیادہ توہین نہیں ہو سکتی۔ کہ اس کے ساتھ ناروا محرکات منسوب کئے جائیں۔ فاضل جج نے کہا۔ کہ میرے خیال میں مضمون عدالت کی صریح توہین ہے۔ اس نتیجہ پر پہنچنے کے ساتھ ہی فاضل جج نے سرکاری وکیل کے اس دعویٰ کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ کہ کسی جج کو مستعفی ہونے کے لئے کہنا توہین عدالت ہے۔ وکیل صفائی نے کہا تھا۔ کہ یہ توہین نہیں۔ بلکہ گستاخی ہے۔ فاضل جج نے اس نتیجہ پر پہنچنے میں مضمون کے اس حصہ کو خارج از بحث قرار دیا۔

طابع اور ناشر کا معاملہ

فاضل جج نے کہا۔ کہ مضمون عدالت کی نہایت شدید توہین ہے۔ جس کے لئے مسٹر ڈی۔ ایس بخاری اور مولوی نور الحق ذمہ دار ہیں۔ اس امر پر زور دیا گیا ہے۔ کہ ایڈیٹر نے اپنے بیان کی تمام تر ذمہ داری اپنے کندھوں پر لے لی ہے۔ اور طابع کے وکیل مسٹر [illegible] نے ایسے مقدمات کے نظائر پیش کئے ہیں۔ جن میں طابع کے ساتھ نرم سلوک کیا گیا ہے۔ یا اسے بری کر دیا گیا ہے۔ ان تمام مقدمات میں طابع کا وکیل بھی معترف ہے۔ کہ طابع نے اپنی لاعلمی یا زبان سے ناواقفیت کے عذرات پیش کئے ہیں۔ اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔ موجودہ مقدمہ میں نہ تو ایڈیٹر نے اور نہ طابع نے افسوس کا اظہار کیا ہے۔ اور نہ طابع نے یہ عذر پیش کیا ہے۔ کہ اسے مضمون کے طبع ہونے کا علم نہ تھا۔ اس کے بعد فاضل جج نے سزائیں سنائیں۔

(اشتہار)

دنیا میں آنکھیں بڑی نعمت ہیں

اگر آپ کو اپنی پیاری آنکھوں کی کچھ بھی قدر ہے جن کے بغیر دنیا اندھیر ہے۔ تو آپ کو آج سے ہی نوری سرمہ رجسٹرڈ کا استعمال شروع کر دینا چاہیئے۔ جو ککرے دھند غبار ضعیف بصر جالا پھولا پانی بہنا۔ خارش بد رتوندہ۔ گوہانجنی ناخونہ ابتدائی موتیابند غرضیکہ جملہ امراض چشم کے لئے اکسیر ہے۔ قیمت فی تولہ دو روپے آٹھ آنے۔ محصولڈاک علاوہ ۲ تولہ کے سرمہ کی جھتی تعریف کروں کم ہے۔ جناب چوہدری عنایت اللہ خان صاحب سٹار آف آر ایم ایس۔ لدھیانہ لکھتے ہیں۔ کہ مجھے ضعف بصر اور سرخی آنکھ کی شکایت تھی اس کیلئے آپکا سرمہ نہایت ہی مفید ثابت ہوا جتنی تعریف کروں کم ہے مہربانی کرم ایک تولہ اور سرمہ بذریعہ وی پی حلد بھیجدیں۔ پتہ ہے:۔ مینیجر نوری سرمہ سٹور بو ڈنگ قادیان ضلع گورداسپور پنجاب

مکان کیلئے موقعہ کی زمین

محلہ دارالعلوم میں بابو رحمت اللہ صاحب کے مکان کے بالمقابل لب سڑک کچے تالاب کے متصل بجانب شمال ۲ کنال قطعہ زمین فروخت ہوتا ہے۔ جو صاحب چاہیں خرید لیں۔ نرخ قریباً چالیس روپیہ فی مرلہ۔ خط و کتابت سے فیصلہ کر لیں۔

د۔ معرفت اکمل قادیان

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

بعدالت جناب مولوی محمد ابراہیم صاحب بی۔ اے سب جج صاحب بہادر۔ درجہ چہارم۔ شاہ پور

دعویٰ دیوانی ۲۷۲

دوکان موسومہ بھگوانداس و گیان چند بذریعہ بھگوانداس ولد رام چند ذات پوگ سکنہ کوڑہ تحصیل خوشاب۔

بنام

فتح خان ولد نواب ذات بلوچ سکنہ موضع کوڑہ تحصیل خوشاب ضلع شاہ پور حال وارد چک ۲۰۲ ایل نمبر ۱۲ ڈاک خانہ کسووال تحصیل چیچا وطنی ضلع منٹگمری

دعویٰ ۵۰/-/-

بنام فتح خان ولد نواب قوم بلوچ سکنہ موضع کوڑہ تحصیل خوشاب حال وارد چک ۲۰۲ ایل نمبر ۱۲ ڈاکخانہ کسووال تحصیل چیچا وطنی ضلع منٹگمری۔

مقدمہ مندرجہ عنوان بالا میں ثابت ہوا کہ فتح خان مذکور تعمیل سمن سے دیدہ دانستہ گریز کرتا ہے۔ اور روپوش ہے۔ اس لئے اشتہار ہذا بنام فتح خان مذکور جاری کیا جاتا ہے۔ کہ اگر مدعا علیہ مذکور تاریخ ۲۶ ماہ جولائی ۱۹۲۷ء کو مقام شاہ پور حاضر عدالت ہذا میں نہیں ہوگا تو اس کی نسبت کارروائی یکطرفہ عمل میں آویگی۔ آج بتاریخ ۲۷ ماہ جون ۱۹۲۷ء کو بدستخط میرے اور مہر عدالت کے جاری ہوا۔

مہر عدالت — دستخط حاکم

لدھیانہ کے تحفے

ناظرین ہم نے اپنی جماعت احمدیہ کی خاطر دریاں و جانماز اچھے اچھے کاریگروں سے تیار کروائے ہیں جو دیکھنے میں نہایت ہی خوبصورت اور پائیدار ہیں نہایت مضبوط تحفہ دینے کے لائق ہیں کم سے کم ایک دری یا ایک جانماز ہی منگوا کر دل کا شوق پورا کیجئے اور فیدری اور جانماز کی قیمت حسب ذیل ہے۔

دری خوشنما مضبوط اعلیٰ قسم طول ۳ گز عرض ۲ گز فیعدد ۶ طول ۴ گز عرض ۲ گز ۲ گرہ ۔ طول ۵ گز عرض ۲ گز فیعدد ۔ طول ۶ گز عرض ۳ گز ۔ طول ۴ گز ۳ گرہ عرض ایک گز ۲ گرہ فیعدد ۔ جانماز مضبوط اور خوبصورت دبیز طول و عرض کلاں فیعدد ۔ مسجد کے نقشے والا پورا نایاب جدید ۔ جانماز قسم دیگر پورا نایاب فیعدد ۔

ملنے کا پتہ:۔ شیخ غلام احمد ہی محمد عبد اللہ سوداگران بازار چوڑا دیاں لدھیانہ

بے اولادوں کو اولاد

اگر آپ بے اولاد ہیں۔ اگر آپ حصول اولاد کی خاطر سینکڑوں روپیہ برباد کر کے مایوس ہو گئے ہیں۔ تو بیگم مکرمہ والدہ صاحبہ سے علاج کر کے اولاد حاصل کریں۔ والدہ صاحبہ قریباً دس سال سے نہایت کامیابی سے علاج کر رہی ہیں اور اس عرصہ میں بے شمار بے اولاد عورتیں اولاد حاصل کر چکی ہیں۔ ان کے لئے اس نادر موقع کو ہاتھ سے مت کھوئیں۔ اور آج ہی ایک کارڈ لکھ دیں قیمت فائدہ کے لحاظ سے بہت کم یعنی کل کورس صرف چار روپیہ علاوہ محصول ڈاک۔

نوٹ: آرڈر دیتے وقت مفصل حالات سے آگاہی دیں جو پوشیدہ رکھے جائیں گے۔

سید محمد احمد علی قادیان پنجاب

اشتہار زیر آرڈر ۵ رول ۲۰ ضابطہ دیوانی

باجلاس جناب شیخ محمد حسین صاحب سب جج بہادر۔ درجہ چہارم۔ مقام چونیاں

دوکان ہیرا لال کشن چند۔ بذریعہ کشن چند ساکن موضع تحصیل چونیاں۔ مدعی

بنام

شہاب ولد نامعلوم ساکن موضع گورد کے دیو۔ تحصیل چونیاں۔

چراغ ولد نامعلوم ساکن چور کوٹ۔ تحصیل چونیاں۔

دعویٰ ۳۲۰/-/- روپیہ

اشتہار بنام شہاب ولد نامعلوم ساکن موضع گورد کے دیو تحصیل چونیاں مدعا علیہ

مقدمہ مندرجہ بالا عنوان حسب درخواست و بیان حلفی مدعی سے پایا گیا ہے۔ کہ شہاب مدعا علیہ دیدہ دانستہ تعمیل سمن سے گریز کر رہا ہے۔ لہٰذا بذریعہ اشتہار ہذا اطلاع کیا جاتا ہے۔ کہ اگر وہ بتقرر ۲۶ کو بوقت دس بجے اصالتاً یا وکالتاً حاضر عدالت ہذا ہو کر جوابدہی مقدمہ مذکور نہ کرے گا۔ تو اس کی عدم حاضری میں حسب ضابطہ کارروائی یکطرفہ عمل میں لائی جاویگی۔ آج بثبت دستخط ہمارے و مہر عدالت سے جاری کیا گیا۔ ۲۳/۶/۲۷

مہر عدالت — دستخط حاکم

حب اٹھرا کا نام

محافظ اٹھرا گولیاں رجسٹرڈ

جن کے بچے چھوٹے ہی فوت ہو جاتے ہیں۔ یا وقت سے پہلے حمل گر جاتا ہے۔ یا مردہ پیدا ہوتے ہیں۔ اس کو عوام اٹھرا کہتے ہیں۔ اس مرض کے لئے مولانا مولوی نور الدین صاحب شاہی حکیم کی مجرب اکسیر کا حکم رکھتی ہے۔ یہ گولیاں آپ کی مجرب و مقبول و مشہور ہیں۔ یہ ان گھروں کا چراغ ہیں۔ جو اٹھرا کے رنج و غم میں مبتلا ہیں۔ وہ خالی گھر آج خدا کے فضل سے بچوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ ان لاثانی گولیوں کے استعمال سے بچہ ذہین خوبصورت اٹھرا کے اثرات سے بچا ہوا پیدا ہو کر والدین کے لئے آنکھوں کی ٹھنڈک اور دل کی راحت ہوتا ہے۔ قیمت فی تولہ ایک روپیہ چار آنہ (عہر) شروع حمل سے اخیر رضاعت تک قریباً ۹ تولہ خرچ ہوتی ہیں۔ جو ایکدفعہ منگوانے پر فی تولہ ایک روپیہ (عہ) لیا جائے گا۔

پتہ

عبدالرحمٰن کاغانی دواخانہ رحمانی قادیان پنجاب

اعلیٰ مشہدی لنگیاں اور پشاوری کلاہ

ہم ہر قسم کی چھوٹی بڑی مشہدی و پشاوری لنگیاں ہر رنگ کی جفت زرد کرتے ہیں۔ نرخ فی گز ۲ روپے ۸ر ہوگا۔ اس کے علاوہ مشہدی کنارہ دار عورتوں کے سوٹ کے لئے فی گز ۲ روپے ۲ر آنہ۔ اور مشہدی رومال فروخت کئے جاتے ہیں۔ کلاہ پشاوری جس قیمت اور جس سائز کا مطلوب ہو بھیجا جا سکتا ہے۔ مال بذریعہ وی پی ارسال ہوگا۔ اگر خدانخواستہ پسند نہ آئے۔ تو صرف محصولڈاک کاٹ کر قیمت واپس کر دی جائیگی۔ یا اس کی جگہ دوسری چیز بھیج دی جائیگی۔ احمدی احباب فرمائش بھیج کر فائدہ اٹھائیں۔ مال دوسرے دوکانوں کی نسبت عمدہ اور ارزاں بھیجا جائے گا۔

المشتہر

میاں محمد و غلام حیدر احمدی بازار کریم پورہ شہر پشاور

الفضل میں اشتہار دیجئے

کیونکہ سلسلہ احمدیہ کا آرگن آج کل نہ صرف احمدیوں میں بلکہ دوسرے مسلمانوں میں بھی بڑے شوق سے پڑھا جاتا ہے۔ اجرت اشتہار نہایت واجبی ہے۔

(مینیجر الفضل)

ہندوستان کی خبریں

(بذریعہ تار)

دہلی ۲۷ر جون۔ ہندو مہاسبھا کی مجلس عاملہ نے پنجاب گورنمنٹ اور ہز ایکسیلینسی وائسرائے ہند کے نام حسب ذیل برقی پیغام بھیجا ہے۔ "ہندو مہاسبھا کی مجلس عاملہ پر زور الفاظ میں گورنر پنجاب کے اس طرز عمل پر ناپسندیدگی کا اظہار کرتی ہے۔ جو انہوں نے پنجاب کے مسلمان لیڈروں کے وفد کے ساتھ جسٹس کنور دلیپ سنگھ کے فیصلہ کے بارہ میں روا رکھا۔ یہ مجلس وثوق کے ساتھ اس امر کا اظہار کرتی ہے۔ کہ گورنر پنجاب کے اس مربیانہ طرز عمل نے فرقہ داری کی تحریک کو تقویت پہنچائی ہے۔ اور ہائی کورٹ کی اس آزادی کی جڑ کاٹ دی ہے۔ جو فرقہ وار جذبات کے اس زمانہ میں حفاظت کے لئے سپر کا کام دیتی ہے۔ اور اسی مربیانہ طرز عمل کی وجہ سے پنجاب کے مسلمانوں نے صوبہ کی سب سے بڑی عدالت کے متعلق ایک معاندانہ طرز عمل اختیار کر رکھا ہے۔"

حیدر آباد دکن سے انڈین نیشنل ہیرلڈ کا نامہ نگار اطلاع دیتا ہے۔ کہ اعلیٰ حضرت حضور نظام نے عثمانیہ یونیورسٹی میں صنعتی درسگاہ کی تعمیر کے لئے ڈیڑھ لاکھ روپیہ کی منظوری عطا فرمائی ہے۔

پونا۔ ۲۵ر جون۔ رجسٹرار کے سامنے سول میرج ایکٹ ۱۸۷۲ء کی رو سے مسٹر خان اور مس مالینی بائی کی شادی کی مختصر رسم عمل میں لائی گئی۔

پنجاب پراونشل ہندو سبھا نے اپنی مقرر کردہ سب کمیٹی کی سفارشات کو تسلیم کر لیا ہے۔ جو لاہور میونسپلٹی میں ہندوؤں کے داخلہ کے متعلق وزیر لوکل سیلف گورنمنٹ کے ساتھ گفت و شنید کرنے کے لئے بنائی گئی تھی۔ اور فیصلہ کیا ہے۔ کہ ہندوؤں نے میونسپل کمیٹی کا جو مقاطعہ کر رکھا تھا۔ وہ ترک کر دینا چاہیئے۔ اس طرح ہندو حلقوں کے لئے انتخابات جلد عمل میں آئیں گے۔

فرید آباد۔ ۲۷ر جون۔ میونسپل کمیٹی نے کل اپنے اجلاس میں متفقہ رائے سے فیصلہ کیا ہے۔ کہ میونسپلٹی کی حدود کے اندر نقلی گھی پر ۲۵ روپیہ فی من ٹیکس لگایا جائے۔ یہ بھی فیصلہ ہوا ہے کہ جو شخص اصلی گھی میں نقلی گھی ملا کر فروخت کرے گا۔ اس کا پولیس کی معرفت چالان کیا جائے گا۔

جناب رانا فیروز الدین خاں صاحب ممبر لیجسلیٹو کونسل آئندہ اجلاس میں حسب ذیل قرارداد پیش کریں گے۔ یہ کونسل حکومت سے سفارش کرتی ہے۔ کہ مسلم آؤٹ لک کے ایڈیٹر سید دلاور شاہ بخاری اور مولوی نور الحق پرنٹر و پبلشر کو فی الفور رہا کر دیا جائے۔

رنگون میں ہیضہ کی وبا پھوٹ پڑی ہے۔

حیدر آباد۔ ۲۵ر جون۔ حضور نظام نے آج سینہ کوبی کے متعلق ایک فرمان مجلس عاملہ کے مشورہ سے جاری کیا ہے۔ جس کی رو سے مجمع اور مجالس میں محرم کے زمانہ میں عزاداری کیلئے پیٹنا بند کر دیا گیا ہے۔ یہ ماتم حیدر آباد میں زنجیروں اور چھریوں سے کیا جاتا تھا۔ جس سے سینوں سے خون جاری ہو جاتا تھا۔ اس قسم کے ماتم کو قانوناً ناجائز قرار دیا گیا ہے۔

پنجاب آریہ پرتی ندی سبھا کے اخبار آریہ گزٹ کا ۲۷ جون کا پرچہ ضبط کر لیا گیا۔

چوہدری ظفر اللہ خان صاحب ایڈوکیٹ اور مولوی غلام محی الدین ایڈوکیٹ نے عدالت عالیہ پنجاب میں جسٹس بروڈوے قائمقام چیف جسٹس کے روبرو مسٹر دلاور شاہ بخاری اور مولوی نور الحق ایڈیٹر و پبلشر اخبار مسلم آؤٹ لک کی طرف سے ایک درخواست پیش کی۔ کہ ان قیدیوں کے ساتھ جو توہین عدالت کے جرم کی سزائیں قید محض بھگت رہے ہیں۔ درجہ خاص کے قیدیوں کی طرح برتاؤ کیا جائے۔ جسٹس موصوف نے درخواست منظور کر لی۔

بمبئی ۲۸ر جون۔ کپتان اے۔ جے۔ ہیڈلم ڈائرکٹر محکمہ جہاز رانی نے اخبار "ایوننگ نیوز" کو اطلاع دی ہے۔ کہ تجارتی جہاز رانی کی تربیت گاہ بجائے کراچی کے جس کی نسبت پہلے فیصلہ ہو گیا تھا۔ اب بمبئی میں قائم کی جائیگی۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ کراچی میں اس غرض کے لئے کوئی موزون گھاٹ نہیں ہے۔ اس تربیت گاہ کی اسکیم تجارتی جہاز رانی کی کمیٹی کی سفارشات کے مطابق ہو گی۔ اس مقصد کے لئے "ڈفرن" اسٹیمر کو استعمال کیا جائے گا۔

شملہ ۲۸ر جون۔ جمعیت مقننہ کا سرمائی اجلاس ۱۸ر اگست سے شروع ہو جائیگا۔ اور مجلس مملکت کا پہلا اجلاس ۲۹ر اگست کو منعقد ہوگا۔ معلوم ہوا ہے۔ کہ راجہ آف بابلی کے بجائے جو مجلس مملکت سے مستعفی ہو گئے ہیں۔ راؤ بہادر جی۔ اے۔ نیٹسن کو نامزد کر دیا گیا ہے۔

اطلاع موصول ہوئی ہے۔ کہ حسب ذیل جہاز حجاج کو لے کر جدہ سے روانہ ہو گئے ہیں۔ شجاع ۱۷ر جون کو روانہ ہو کر ۲۶ر جون کو کراچی پہنچا۔ علوی۔ ۱۸ر جون کو روانہ ہو کر ۲۷ر جون کو کراچی پہنچا۔ خسرو۔ ۱۹ر جون کو روانہ ہو کر ۲۸ر جون کو کراچی پہنچا۔ تین جہازوں میں چار ہزار حاجی کراچی پہنچے۔

مس کے عبداللہ ایم۔ اے کو جو شیخ عبداللہ وکیل علیگڈھ رکن مجلس وضع قوانین کی صاحبزادی ہیں۔ صوبجات متحدہ کی حکومت نے ۲۲۲ پونڈ سالانہ کا وظیفہ عطا کیا ہے۔ تاکہ خواتین یونیورسٹی سے ایم۔ اے۔ ڈی کی ڈگری حاصل کریں۔

مسلم یونیورسٹی علیگڈھ کے میٹریکولیشن امتحان میں مسٹر نذیر محمد لاہوری کی صاحبزادی ثروت آرا سب میں اول رہیں۔ ایک ہندو لڑکی بھی کامیاب ہوئی۔

پنجاب ہائی کورٹ کے فیصلوں کے خلاف احتجاج

مسلمانان مسوری کا جلسہ

(تار بنام الفضل)

مسوری ۳۰ر جون۔ مسوری کے مسلمانوں کا ایک عام جلسہ ستائیس جون کو مجلس تنظیم کے زیر انتظام بصدارت کنور اسمٰعیل خاں میونسپل کمشنر ہوا۔ جس میں ذیل کی تجاویز متفقہ طور پر منظور ہوئیں۔

(۱) مسلمانوں کا یہ جلسہ کنور دلیپ سنگھ جج ہائی کورٹ پنجاب کے تازہ فیصلہ پر جو کہ رنگیلا رسول کے مقدمہ کے بارہ میں انہوں نے کیا۔ دلی افسوس اور غم کا اظہار کرتا ہے۔ اجلاس کی رائے میں یہ فیصلہ اسلام کے دشمنوں کو رسول کریم کی زندگی پر شرمناک حملوں کے بُرے نتائج سے محفوظ کرتا ہے۔ مسلمان ہر تکلیف اور مصیبت کو برداشت کرنے کے لئے تیار ہیں۔ لیکن آں حضرت علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات والا صفات پر حملوں کی تاب نہیں لا سکتے۔ چونکہ کنور صاحب کے فیصلہ سے تمام مسلمانوں کے قلوب بُری طرح مجروح ہوئے ہیں۔ اس لئے مسلمانان مسوری کا یہ اجتماع حکومت سے استدعا کرتا ہے۔ کہ مسلمانوں کے جذبات و حسیات کا لحاظ کرتے ہوئے مقدمہ راجپال کے فیصلہ کے خلاف پریوی کونسل میں مرافعہ دائر کرے۔ اور "رنگیلا رسول" کے مصنف کو قرار واقعی سزا دلوائے۔

(۲) مسلمانان مسوری کا یہ اجلاس عدالت عالیہ پنجاب کے اس فیصلہ کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرتا ہے۔ جس کی رو سے سید دلاور شاہ بخاری ایڈیٹر اور مولوی نور الحق مالک "مسلم آؤٹ لک" کو قید اور جرمانہ کی سزا دی گئی ہے۔ اور ان کے بیان سے پورے اتفاق کا اظہار کرتے ہوئے ہز ایکسیلینسی وائسرائے سے درخواست کرتا ہے۔ کہ اپنے خاص اختیارات سے کام لے کر ہر دو صاحبان کو قید سے رہا کرائیں۔

(۳) مسلمانان مسوری کا یہ اجلاس "مسلم آؤٹ لک" کے مدیر اور مالک کو ان کی جرأت اور دلیری پر مبارکباد دیتا ہے۔ اور ہر دو صاحبان کے اہل و عیال سے صدق دل سے اظہار ہمدردی کرتا ہے۔ اور مسلمانوں سے استدعا کرتا ہے۔ کہ "مسلم آؤٹ لک" کی امداد کرتے رہیں۔

(۴) مسلمانان مسوری کا یہ اجلاس ہندو اخبارات علی الخصوص رسالہ "ورتمان" امرتسر اور "پرتاب" لاہور کے اس رویہ کو نفرت و حقارت کی نظر سے دیکھتا ہے۔ جو ان اخبارات نے اسلام اور پیغمبر اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے خلاف اختیار کر رکھا ہے۔ جس سے مسلمانوں کی سخت دل آزاری ہوتی ہے۔ اس لئے مسلمانان مسوری کا یہ اجتماع حکومت سے درخواست کرتا ہے۔ کہ ان دل آزار حملوں کا انسداد کیا جائے۔

(۵) مسلمانان مسوری کا یہ اجلاس قرار دیتا ہے۔ کہ اجلاس کی کارروائی اور منظور شدہ تجاویز کی نقول ہز ایکسیلینسی وائسرائے ہز ایکسیلینسی گورنر پنجاب ہز ایکسیلینسی گورنر صوبجات متحدہ ڈسٹرکٹ مجسٹریٹ اور اسلامی اخبارات کو بھیجی جائیں۔

(سید محمود احسان کی جانب) (سید محمد احمد جعفری عمر مجلس تنظیم مسوری)

(منشی عبدالرحمٰن کشمیری قادیانی پرنٹر و پبلشر [illegible] قادیان میں چھپوا کر [illegible] دارالامان سے شائع کیا)